

کتاب البرهان فی بیان الحلال والحرام من الحيوان

عرف کوا حرام ہے۔



علامہ مولانا محمد گوهر علی علوی نقشبندی مجددی حنفی

المقصد الاول - جانورون کی حلت و حرمت کے بیان میں -

واعلم ہر کہ جانور دو قسم کے ہیں - اول جو دریا میں رہتے ہیں دوم جو خشکی میں رہتے ہیں - جو جانور کہ پانی میں پیدا ہو سکے اور پانی میں ہی زندگی بسر کرتے ہیں جیسے میٹھکے کچھوا - زلو - کیکڑا - مگرچھ - شیر آبی - خوک آبی - کدھر کیش - کھڑیا ل وغیرہ سب حرام ہیں - مگر جمیلی جو بلا ذبح بھی حلال ہے لیکن طافی جمیلی جو خود مر کر پانی کی سطح پر اٹھ کر تیرتی ہوئی نظر آوے وہ حرام ہے - اور جو جانور خشکی میں رہنے والے ہیں وہ زمین پر منقسم ہیں (۱) وہ جنہیں خون نہیں ہے ٹڈی - بھڑ - مکھیاں - مگڑی - بچھو - گبرلا - ہنسی - ہنکا - پتنگا - چینگر - چھڑی - چڑا - جیونٹی - جیونٹا - جگنو - دیک - کنسلانی - کلا - بوٹ - بہور - وغیرہ سب حرام ہیں - مگر انہیں سے ٹڈی کو وہ بغیر ذبح بھی حلال ہے - (۲) وہ جانور جنہیں خون تو ہے مگر ساڑھ دو ان نہیں جیسے سانپ - جھینگلی - گرگٹ - ہنسی وغیرہ حرام ہیں اور اس طرح تمام حشرات الارض یعنی جو زمین کے اندر رہتے ہیں اور جو حرام جیسے جوئے - سمی - گوس - یروغ - نیولا - چھندر - گھری وغیرہ سب حرام ہیں مگر خوش حلال ہے اور گوہ امام شافعی کے نزدیک حلال ہے - اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہے - (۳) اور جو جانور کہ انہیں خون سائل ہے اونکی دو قسم ہیں - مانوس اور وحشی - سو مانوس یہاں سے چٹا کی اونٹ - بھیش - گائے - بکری وغیرہ اور مادہ چوڑا و بڑا یا چھوٹا حلال ہیں اور وحشی جیسے ہرن - نیل گائے - گوجر - جنگلی اونٹ - بارہ سنگا - سوباجام - المہین حلال ہیں - اور درندے مانوس جیسے کتا بلی در مادہ حرام ہیں اور اس طرح وحشی درندے جنکو سباع الوحش کہتے ہیں چٹا کی شیر - بھڑیا - بک - تیندوا - لومڑی - جنگلی بلی - سنار - سور - دلق - ریکھ - بندر اور مانند اکل حرام ہیں - اور یہاں مانوسہ میں سے گدے حرام ہے اور گھوڑے میں اختلاف ہے امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک گھوڑا حلال ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کے مکروہ ہے - ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر یہ ہے کہ مکروہ تحریمی مراد ہے اور کافی - ابوالمعین - قاضیان - رسیجانی وغیرہ فقہاء کے نزدیک کراہت تنزیہی مراد ہے صحیح قول نہیں - اور ایک روایت میں امام صاحب کا وجوہ یہی بطرف قول صاحبین آیا گیا ہے فافہم - امام شری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں - والحيوانات نزعان - نزع منها لادم لم يفلح في تناول شئ منها الا السمك والجراد لان شرط تناول الحيوانات الزكاة شرعا وذلك لم يتحقق فيها لادم لم الا ان السمك والجراد مستثنى بانفسها شرط فيه الزكاة لقوله صلى الله عليه وسلم اكلت لادم ميتتان ودمان - اما الميتان فالسمك والجراد واما الدمان فالكبد والطحال - وماله دم نزعان مستأنس و متوحش فالذي يحمل تناوله من المستأنس بالاتفاق - الا لادم ولس الاكل والمقتر والغنم والخراج وذلك بكتاب قال الله تعالى والالعام خالقها لکم فيها ذوقا وضافا ومنها ما تاكلون وقال الله تعالى جعل لکم الالعام احمر کبوا منها وما تاكلون - والمتوحش نزعان منها هيد البحر لا يحمل تناوله

شیخ مہاسیوی السک و منها صید البئر و کل تناولها الا ما له ناب او مخلب لہنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر و بعض الجثث فیہا قال من طبع الاخطاف والانتہاب فلا بد من ظهور اثر ذلک فی خلق الشاؤل للخذاء من فی ذلک كما قال صلی اللہ علیہ وسلم لا ترضعنکم الحتاء فان اللبن یودی - والمختبث حرام بالنفس - مبسوط - جلد ۱۱ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر - اور امام حنفی خاص کمرہ نمونہ کی نسبت لکھتے ہیں - وعن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال اکلنا لحم الفرس علی عبدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - مبسوط - معری - ج ۱۱ ص ۲۳ - واما ابو حنیفہ رحمہ فاثبتہ قائمہ کان یکرہ لم الخیل فظاہر اللفظ فی کتاب الصید یدل علی ان الکراہیۃ للشریبہ قائمہ قال رحمہ بعض العلماء فی لم الخیل قائمہ انما فلا یجوز اکلہ - ثم من اباحہ استدلال باقتعال الطائر بیدہ لم الخیل فی الاسواق من غیر تکلیف منکر - ولان سورۃ طہ صریح علی الاطلاق و بولہ لم یکرہ بولہ یکرہ لم یکرہ فی الحرب فلیہذا اثباتہم عن اکلہ لا حرمتہ - وحجتہ الی حنیفہ ج ۱۱ ص ۲۳ و بولہ لم یکرہ بولہ یکرہ لہذا ان الدی بیان منفعة الاکل لانه اعظم وجوہ المنفعۃ - ولانہ ہم الخیل فی البغال والحمیر الذکر دون الانعام - و فی حدیث خالد بن الولید ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اکل لحم الخیل والبغال والحمیر - و فی حدیث المقدم بن معدیکرب رحمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال حرم علیکم لحم البغال والحمیر والخیل وقد بینا ان الدلیل الموجب للحرمتہ یتبرح فان ما کان من الرخصۃ محمول علی انہ کان فی الابتداء قبل النبی - مبسوط - معری - ج ۱۱ ص ۲۳ و بولہ لم یکرہ بولہ یکرہ وقد روی الحسن عن ابو حنیفہ کذا ذکرہ فی سورۃ الفرس کما فی لہنہ و انما جعل بولہ بولہ یکرہ لم یکرہ لم یکرہ البلیوی ومن قال الکراہیۃ للشریبہ لا یحریم قال ان الفرس کما فی من وجہ من انہ یکرہ لارباب العدویہ یمشی من الغنیمۃ والادویہ غیر ما کول لکرہا حتی لا یخشی الخیل کذا ذکرہ اکتب علی طبرق التشریبہ لم یکرہ لکرہا منہ و لہذا جعل الخیل طابرة السور و جعل بولہ بولہ یکرہ لم یکرہ - مبسوط - معری - ج ۱۱ ص ۲۳ - اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے - امام کے نزدیک کبوتر و ناکا گوشت مکروہ ہے مگر صاحبین نے اس میں خلاف کیا ہے اور مشائخ نے کراہت کے معنی میں اختلاف کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ امام اعظم نے مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد لیا ہے اور کبوتری دودہ حکم اس کے گوشت کی مثل ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور شیخ امام حنفی نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ نے جو حکم دیا ہے وہ احوط ہے اور صاحبین نے جو حکم دیا ہے وہ اوسع ہے کذا فی السراجیہ - عالمگیری اردو ج ۱ ص ۲۳ - اور غایتہ الاوطار میں لکھا ہے - ولا یحل ذوناب و مخلب لحمہ یمشی النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع و المختبث من الطیر و الحشرات و الحمر الدلیۃ و البغل الذی اتمہ حمارة - و الخیل و عندہما و الشافعی یحل و یقول ان ابو حنیفہ رحمہ رجوع عن حرمتہ قبل مرتبہ ثلثۃ ايام و علیہ الفتوی حمادیہ - اور حلال نہیں کبوتر اور کبوتری امام رحمہ کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک حلال ہے اور بعضوں نے کہا کہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تین دن اپنی موت سے پہلے اسکی حرمت سے رجوع کی اور اسے حلال
 ہونیکے قائل ہوئے اور کسی پرفتویٰ نے الجاویہ۔ تم بدایہ میں گھوڑی کی کراہت تحریر کی کراہ
 کہا ہے اور درر میں بقول مخیر الاسلام اور ابو المعین کے کراہت تنزیہی کو اٹھ کھینچا
 ہے تو در صورت کراہت تنزیہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین میں یکے خلاف باقی نہ رہتا
 ہو سکتا کہ صاحبین اگرچہ حلت کے قائل ہیں لیکن کراہت تنزیہی کیساتھ کذا فی الطحاوی
 ولا باسن بلنبھا علی اللوہ اور گھوڑی کے دودھ میں کچھ مقلق نہیں بر قول درجہ تر۔ تم۔
 ہوا سطر کے اس کے دودھ میں سامان چھاد کی کچھ کمی نہیں بخلاف گوشت حلال کہا جانے کے
 کذا فی المنع۔ والفضیہ والشلب لان لہما نابا والسنفاۃ والغراب انما یقع والقیل والقلب
 والیربوع وابن عرس والرحم والبعثات وکلہا سباع البہائم وقیل الخفاش لانہ ذئب
 ولا یحل حیوان مائی اور حلال نہیں دریائی اور پانی کے جانور۔ تم۔ حیوان مائی سے وہ مراد
 ہے جسکا رہنا اور جینا پانی میں ہو کذا فی المنع۔ الا السمک والذوات السمک بلذکاة وحل غراب لزج
 والحقن معہا۔ در المختار اردو میں لکھا ہے اور برہنوں میں سے جو برہنہ سے
 زخم اور شکار نہیں کرتے اور دانہ چلتے ہیں وہ حلال ہیں جیسے مرغی۔ لیٹھ۔ کھنڈر۔ چرغا۔
 تیر۔ بٹیر۔ ابابیل۔ فاختہ۔ مینا۔ چکور۔ مولا۔ بکھا۔ چنڈول۔ مرغابی۔ پن ککری۔ بیل
 کوئل۔ سور۔ سرخاب۔ کلاک۔ قاز۔ شتر مرغ۔ قمری۔ بوقلمون۔ سوہڑ۔ چکا۔
 مویسی۔ کلنگ۔ ہدہ۔ طوطی۔ غراب الزرع۔ عقیق۔ لودھ۔ آگن۔ بوی۔ وغیرہ تمام
 حلال ہیں۔ اور جو برہنہ سے زخم اور شکار کرتے ہیں جیسے باز۔ باشہ۔ بھری۔
 ترمی۔ عقاب۔ عفا۔ سمرق۔ رخ۔ شاہین۔ چل۔ شکر۔ لکھورا۔ غراب۔ بوقلمون۔ غلاب
 غراب القح امراد اس سے ہیں ویسی کو اسے جسکی گردن کے بال نسبت ہونے کی سفید
 ہونے میں کہنا اسکا حرام ہے۔ (حسن المسائل شرح کنز الدقائق) بوم۔ چکا۔ درنگ۔ آغور
 یا جو فراہ دار کہتے ہیں جیسے کدہ۔ زخم۔ بھاٹ۔ وغیرہ سب حرام ہیں اور عقیق مختلف
 ہے۔ اگرچہ ہو کہ اس کی ذیبت کو تے کا جوتہ میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ لہذا اس مسئلے کو
 بسطام سے بیان کیا جاوے گا کہ شک و شبہ بالکل زائل ہو کر یقین کامل حاصل ہو جائے
 وبالله استعین وهو الموفق والمعین۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں
 کہ یہ کوآ مشہور و معروف جو ہمارے ملک میں شہر دیار قری و امصار میں پایا جاتا ہے اور
 حفا علی مذیلہ و افعال ذلیلہ سے ہر شخص واقف ہے اور جو اینداریانی و جانت میں
 قرب الملک ہے۔ ادھول اور گدھوں کی زخمی پٹھیں پر ٹھونگیں مار کر انکا گوشت کھاٹ کہا
 ہے۔ ایسی جانور کی آنکھوں پر بھما جو نہیں مار کر انکو ایذا دیتا ہے۔ بچوں سے
 دو ٹی کے ٹکڑے وغیرہ اشیاء چھین کر لوٹ جاتا ہے۔ مردار و نجاست اور دانہ وغیرہ
 کے کھانے میں مختار و محالطت کہتا ہے۔ یعنی یہ سب چیزیں کھا لیتا ہے۔ کائیں کائیں یا کائے کاف

سے اسکا صوت تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسکی گون کے بال بہت ہیروں کے سفید ہوتیل
 عذراف یعنی غراب ہو کہ کبیر یا کلاخ سیاہ بزرگ کی نسبت صغیر الخبیث ہے۔ کیا یہ عقیق ہے
 یا غراب البقع اور کیا یہ حلال ہے یا حرام۔ بینوہ بالدلیل فتوحروا بالاجز الخریل۔
جواب۔ چونکہ استفتاء اور سوال میں دو مرد لگا کر ہے ایک یہ کہ مستأنج فیہ
 کو ا عقیق ہے یا البقع دوسرا یہ کہ حلال ہے یا حرام۔ لہذا عاجز نے جواب کو دو باب
 پر منقسم کیا نیز یادہ وضاحت اور اول میں ایک مقدمہ اور آخر میں ایک خاتمہ بھی لکھا
 بیڑا دیا۔ **مقدمہ الجواب**۔ قبل اسکا کہ تفاسیر للتمیز اور دل مثل حلتہ و حرمتہ کو
 معرض بیان میں لاؤں اس امر کا بیان کرنا ضروری اور واجب سمجھتا ہوں جو جواب
 نے بجائے مبداء اور موقوف علیہ کے بنے۔ اور وہ دو اموروں پر مبنی ہوگا۔ ایک
 یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غراب البقع کے قتل پر حلال و محرم کو حل و حرم میں
 علی سبیل العموم اجماعاً فرمایا۔ بلکہ اس سوزی کی قتل پر حکم فرمایا۔ بعض روایات
 میں لفظ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وارد ہوا ہے کافی شرح الکفر الخریلی وغیرہ
 اور لفظ امر بالا صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ بعض روایات میں لفظ غراب
 مطلقاً واقع ہوا ہے اور کتب احادیث میں غراب البقع وارد ہوا ہے کما فی الصبح المسلم۔ یہ اس
 مقام پر بعض علماء نے روایات مطلقہ کو اصح و ارجح فرمایا مگر قول بعض سے مؤمنین اہل
 التحقیق نے روایات مطلقہ کو مسلم کی روایت مقیدہ پر محمول فرمایا ہے۔ جب کہ امام
 محمد بن علی الشوکانی رح نے شرح منقح الاخبار میں مصرح بیان کیا ہے۔ قولہ الغراب بهذا
 الاطلاق مقیدہ بما عند مسلم من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا لفظ البقع وهو الذی فی نظره اولطینہ بیاض
 تیل الودطار مطبوخہ مصرح لم یقلہ الا مسلم۔ سہی طرح ہمارے بدر حافظ بدر الدین السیوطی رح
 اور حافظ ابن حجر نے بھی تحریر فرمایا ہے کما یستقل۔ مگر ان حضرات نے بھی غراب البقع
 اور عقیق کے بغیر تمام اقسام کے کو کلمۃ عقیق بالالبقع فرمایا ہے۔ الا ان خبرہ تو عقیق کو بھی البقع سے
 ملایا ہے۔ علماء و حضرات عقیق کو جو منقول اقام غریبان میں سے ہے غراب البقع
 کی طرح حدیث حسن من قولہ استحققت فی الحل والرم الحدیث کے حکم سے خارج کر کے
 محرم پر اسے قتل سے جزا لازم فرمائی اور سند کو وہ افشاء اللہ تعالیٰ۔ تنجیراً یہ کہ امام
 غزالی رحمہ اللہ نے غراب البقع کو حرام فرمایا ہے مگر امام مالک رح کے نزدیک باقی بیاض
 کی طرح مکروہ ہے اور عقیق کو اگرچہ علماء نے فقیہ و حنابلہ نے اختلاف کے بعد صحیح
 قول میں حرام فرمایا ہے مگر ہمارے علماء و حضرات نے اسکو نہ اختلاف علی الاصح حلال فرمایا ہے
 امام بیہقی ضروری اور واجب ہے کہ غراب البقع اور عقیق کے علاوہ شافعی اور لائل تمیز بیڑا عاشر
 فرمایا کہ حل و حرمتہ قتل و اخل و لا کے لئے حصول غائہ کا علی التمام صورت مذکور ہو۔ کیونکہ
 جب معلوم ہو کہ البقع کون سا پرندہ اور عقیق کون سا طائر ہے تو اسے حلتہ و حرمتہ قتل و اخل
 کا اس طرح مرتب ہو سکتا ہے۔ اس لئے بعض اوصاف یہ دو لفظ لکھ کر کہنا نہ مناسب ہے

و محال ہیں۔ لہذا انکی پہچان بجز باقی علامات و اوصاف کے ممکن نہیں۔ اس لئے راقم
 الحروف نے انکی علامات و اوصاف بیان کرینگے نیز انکی تمیز کے ادلہ و سناد کو
 زیر قلم کرینگے۔ انکی حلد و حرمتہ کے روایات فقہ و عبارات کتب فقہ کو بھی نقل کرینگا۔
 اور اکثر مواضع و محلات پر حوالہ کتب فقہ و حدیث و غیرہ مجملہ نام و صفحہ بھی لکھا جائیگا کہ
 کسی قسم کا تشکیک نہ رہ جائے۔ اور جہاں مصنف کتاب کو حنفی و شافعی
 مالکی حنبلی۔ منسوب بزمیب لکھا جائیگا وہاں بندہ کو اس امر پر ظہور اجماع کا
 منظور ہوگا۔ و باللہ التوفیق و ہدیہ الشفیق و نعم الرفیق۔ و ہوئے المولیٰ و نعم النصیر۔
(۱) باب اول غراب البقع اور عقیق کی تفسیر اور علامت تمیز و شناخت بیان میں
 اس باب میں دو فصل میں۔ فصل اول۔ غراب البقع کی تفسیر اور تعریف اور تمیز
 و شناخت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے نام۔ اور رنگ اور شکل و ہیئت اور آواز و افعال
 و غیرہ اوصاف کو بطریق یقین کریں تاکہ ہم کو اسکی حقیقت اور امانیت اور اصلیت اور شناخت
 معلوم ہو جائے کیونکہ یہ الہی علامتیں ہیں جنکے معلوم کئے بغیر کسی شیئی کی تعریف مطرو و مشکوک بننے کا
 وفاق نہیں ہو سکتی۔ اور جب کسی چیز کی تیز و شناخت ہی ہو تو پھر شرف شریف کا حکم کس طرح لگایا
 جاسکتا ہے۔ لہذا ان علامات عشرہ پر جو ذیل میں درج ہیں نظر غائر ڈالنے سے یقیناً ثابت
 ہوگا کہ غراب البقع یہی دیسی کوڑا ہے جسکے اوصاف معوال میں ذکر کئے گئے ہیں۔
 (۱) علامت پہلی۔ غراب البقع کو عرب شریف کے لوگ غراب (مطلقاً) یا غراب البقع سے
 نام زد کرتے ہیں۔ اور اہل فہرہ اسے زاع۔ کلاغ۔ کلاغ پیسہ۔ کہتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی
 کوڑا اور پنجابی کانو۔ کاک۔ بولتے ہیں۔ جسے اہل ہندوؤں میں لکھا ہے۔ مصرعہ زاع کلاغ
 کان ہم غراب ہوا اور اسکی شرح میں لکھا ہے۔ زاع کلاغ کو جب کہ اندک سفید یا دار کوزانی
 اشل و النحت۔ مطہر علیہ (۲) علامت دوسری۔ غراب کی آواز کو غاق غاق
 کلاغ کلاغ۔ کان کان۔ کانیں نکالیں۔ سے بجز کرتے ہیں جسے نحو میر اور غیاث الغات۔ اور عرف الناک
 میں ہے (۳) علامت تیسری۔ غراب البقع کے سینہ اور شکم اور گردن و پشت پر
 نسبت پردوں کے سفید یا غوردار ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسکو البقع (ابلق چٹکڑ) کہتے ہیں
 علامت چہارم میں اسپردیں نقل کیا ہیں۔ علامت چوتھی۔ (۴)۔ غراب البقع بدست
 خدافہ یعنی غراب رشید کبیر (کلاغ سیاہ بزرگ) کے چوٹا اور صغیر الجسم۔ اور اسکو غراب
 البین بھی کہا جاتا ہے۔ کہ محل الی قذہ بعد الدین الجینی فی شرح البخاری۔ و فی الحيوان
 للحیاء غراب البقع غریب و هو غراب البین و کل غراب فقد لیا قال لہ غراب البین
 اذا ارادوا بہ الشوم الا غراب البین نظیر غراب صغیر۔ غدا القاری صفر ۵
 حاشیہ۔ ترجمہ علامہ حافظ کی حیۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ غراب البقع غریب ہے اور
 وہیں غریب البین ہے۔ اور ہر ایک کوڑے کو غراب البین کہتے ہیں جب اس سے غالی
 اور بد شکوئی کا ارادہ کریں مگر اصل غراب البین (غراب البقع) ایک چوٹا اور صغیر الجسم

[illegible]

جس انسان پر داء من الزمان من یاتی بالقنطاریس فیخرج من البقا - عجائب المحلوقات بہا مشتمل ہے۔
۲۳ ص ۲۳۰ اور مجمع البحرین لکھا ہے - الا بقی ما خلا من یاتہ لون آخر من الزراب الالبق - انتهى - اور نہایت
الجزی میں مرقوم ہے - ما خلا من یاتہ لون آخر من البقا انہ امر یقتل جس من الدواب وغیرہا البقا
الالبق - انتهى - اور شیخ الاسلام شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں - ودر سلم آمدہ الالبق بمعنی آکندہ ویشمت لکھم
اور سفیدی یا شہ یا غلط بود سیلی یا اوب سفیدی کہب اختداف تھا سید گفتہ اند کہ مایں کہت بولے تراغ سیاہ
کہ آن را عذاف گویند کہبت مشارکت او در انداز و افساد و عدم انتفاع و حقیق اند علماء و سیرر شہاء غراب غرت
کہ داند میخورد نہ مردار و فتویٰ دادہ اند تجار اکل آن کہ انتہا المستطالی - انتهى - اور احسن المسائل شرح
کنز الدقائق ص ۳۶ پر مرقوم ہے - اور مراد ابلق سے یہی دلیلی کو آجے جس کی گردن کے بال بہ نسبت
سبز رنگ سفید ہوتے ہیں لکھا کہ اکل حرام ہے - (۵) علامت یا پچھلی - غراب البق فاسق نسبت
اور کتوں کے انسان کے قرب و جوار میں بکثرت و هجوم رہتا ہے لہذا ایرانی میں اگر کچھ پورا پورا مروج
طبیقات ہے اور اکثر اوقات اس سے انسان کو ضرر و نقصان پہنچتا ہے - جیسے البقا و الحاشیہ ہدایہ میں مرقوم ہے
فانہ اول جمیع علی الایا و فی است یجیدات بالاذی لانا لہم فی القنطاریس - حاشیہ ہدایہ - ترجمہ ہیکل (عز
ما کول البق سباع البعایم ودر سباع الطیور جو مذکور فی الحدیث نہیں) اگر اپنا رسانی وافر اور پر پیدا کئے گئے ہیں لیکن
وہ مبتدئ بالاذی نہیں اس لئے کہ وہ نگوں میں سے چلے نہیں رہتے - پس اس کلام سے بطریق مفہوم فی الف
محلج ہوا کہ وہ یا بچ فاسق جو مذکور فی الحدیث ہیں اکثر نگوں میں سے چلے رہتے ہیں و جنہم غراب البق
فہو البقا ہمیشہ و کما خط بالاناس - اور سید جلال الدین الکولانی المؤید فی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں - و قد اختلف
علی القواسم محتجہ لای من البقا للورد - فان قيل انکم الحق بالحقس غیر البقا قلنا الحقس ہما مایوں فی معانہا من کل وجہ
الطریق للدلائل واما القیاس علی الحقس القواسم بولہ الا بداع متخذ لان اذی الحقس القواسم متخذ البقا لانا
تفتیش من نظر فالذنب یقریب من مواشینا والحداد یجیش بالاختلاف والفاہرۃ عیشہا من طعام الحواد
وکنہ الغراب ہو الخرب یلدع من یخذه ولایا اویتا ولسج بالبعد متا فلم یکن اذا متقدیا البقا غایا
فلم یکن نظر الحقس القواسم فالماصل ان الشافعی روج و اعتبر الحقس للاذی وکن اعتبرناہ لبسۃ التدی البقا
کا اعتبر الحقس الکفر فی اباحتہ القتل وکن نعتہ الکفر للمقتضی الی الحرب - کفایہ شرح البقا یدرج ۱۹
اور علامہ عینی شریع ہدایہ تحریر فرماتے ہیں - اما الحاق السباع المفترۃ بقلۃ الایا و غیر مستقیم لان الایا و
السباع یتوکل البقا لانا لکن یوکلنا اما البق فایزائنا لایوکل البقا لانا لکن فی ہوتنا و لانی قرب ہوتا فلم یکن
فی حقہ المنصوص فلا یلحق بہا عینی شرح ہدایہ ۱۵۴ ص ۱۵۴ ترجمہ لیکن لاحق کرنا سباع مفترۃ کا یا بچ فاسق
کے ساتھ ایک قتل میں) باوجودیکہ انہیں الایا و کم ہے دست نہیں اس لئے کہ جس فاسق کا بخاری میں مذکور ہے
میں مذکور ہمارے کہوں (اور کانہیں) قرار دیکھتے ہیں لیکن درندوں کا الایا و ہماری طرف متوکل نہیں
اس لئے کہ وہ نہ ہمارے کہوں میں ٹہرتے ہیں اور نہ ہمارے قرب و جوار میں - پس درحقس فاسق کے
حقے میں نہیں - اس لئے وہ ان سے حقیق نہیں ہونگے - اور صاحب کفایہ نے بدین معنی لکھا ہے
قولہ و الذی عیشہا من طعام الحواد وکنہ الغراب - ترجمہ جو یہ کی گندہ منہا من طعام ہے اور بطریق کوئے کی گندہ
میں ہوتا نہ طعام ہے - اور تبیان میں غراب البق کے بارے میں لکھا ہے - الغراب البق فاسق فی الف

[illegible]

کر اڑ جاتا ہے اور اونٹ کی پیٹ پر چڑھ کر چلتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو کھولتا ہے اور غما
 کی حدیث میں لفظ البقع آیا ہے۔ اور یہ وہ ہے جس کی پیٹ اور پیٹ پر سفیدی ہو۔
 نیز علامہ زرقانی ابن العربی سے نقل کرتے ہیں۔ ویرید الغراب کحل سفرة السافر و نقب حبل
 زرقانی۔ مگر ترجمہ اور کما مسافرے دسترخوان پر اتر کر نوشہ دان میں سوماخ کرنا
 اور کھانا نہ چاہتا ہے۔ اور علامہ ابی الطیب الفتوحی شرح بخاری میں کہتے ہیں۔ (الغراب)
 وهو یقر ظہر البعیر و یتبرع عینہ فی مجلس الطعنة الناس و فی روایت البقع و ہوالذی فی ظہر
 و یطعن بیاض و قیل سی غراب لاندانی و اغترب لہ النقرة نوح علیہ السلام لیستخبر امر الطوفان
 عن الباری یہاں مشتبہ نبل الذوطار مگر علامہ احمد بن محمد بن النطیب الفسطاطی
 شرح بخاری میں کہتے ہیں۔ الغراب و یقر ظہر البعیر و یتبرع عینہ و یختلس الطعنة الناس
 و زاد فی۔ ہا یہ سید المستبیب عن عایشہ البقع و ہوالذی فی ظہر و یطعن بیاض فیل کی
 طرا یا لاندانی و اغترب لہ النقرة نوح علیہ السلام لیستخبر امر الطوفان اور شاہ السامری جہ
 ۱۵۷۱ اور علامہ بدرالدین العینی حنفی شرح بخاری میں غراب البقع سوزی کی ایذا رسائی
 اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ فالغراب یقر ظہر البعیر و یتبرع عینہ اذا کان حسیراً و یختلس
 الطعنة الناس و الحداۃ کذا لک تختلس اللہ۔ عمدۃ القاری ص ۳۰۳ مگر ترجمہ کما اونٹ
 کی پیٹ پر چڑھ کر چلتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو چرخ سے کھولتا ہے۔ جبکہ وہ درویش
 بہادر لوگوں سے طعام چھین کر اڑ جاتا ہے۔ اور چیل بھی اسی طرح گوشت کو چھین کر
 اڑ جاتی ہے۔ اور نیز شرح بخاری میں مرقوم ہے۔ فاستل بودن غراب از آن است کہ
 کاوش میکند۔ پشت مجروح۔ قاب را تو شمشیر را بیکند و می ربا بدیہ المہر از دست مرکا
 و غلبہ از نیز می ربا بدیہ الطعنة از دست مردم۔ تبسیر القاری ج ۱ ص ۱۵۷ علامہ سائیں
 غراب البقع جس کا دوسرا نام غراب البین بھی ہے۔ نہایت درجہ کا قبیح شکل اور شیعہ الشکر
 ہے۔ چنانچہ گلستان سعدی میں ہے۔ مثل طوطی را باز او دفع کر نہ۔ از قبیح مشاہد
 او نہ اجابت می بود۔ و میگفت این چه خلقت کردہ است و بیست نہ توت و منظر دشت
 و شام۔ موزون یا غراب البین بہت بونی و بینک لبید المشرقیین۔ قطعہ علی الصباح برود
 تو بہر کہ بر نیز توہ صباح روز سلامت بر دسا باشد۔ بدختر ہے جو توہ زحمتی تو یا استے
 و نہ چنانکہ توئی در چہاں کجا باشد۔ اور جاحظ نے کہا الغراب من لئام الطیور و شر

[illegible]

وقدر من قریب تفسیر المایع عمدة القاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۷ ترجمہ وجہ ثانی کوئے کے حکم میں
 قتل اور اکل میں ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا مراد اس سے مراد غراب ہے۔ اور البقع
 ہے۔ روایت کیا اس کو ابی یوسف سے اور حجت پکڑی ساتھ اس حدیث کے جس
 کو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا۔ کہ نقل کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ فرمایا آپ نے پانچ جاؤں قتل کئے جائیں۔ حل اور حرم میں اور ان میں سے ایک
 غراب البقع ہے جس کی تفسیر عنقریب گذر چکی ہے۔ نیز حافظ ابن جریر شافعی لکھتے ہیں
 وقال صاحب الہدایہ المراد بالغراب فی الحدیث الغداف والالبقع لانہما یکان الجبیف
 والمراد بالزروع لکن الاستثناء ابن قدامتہ فتح الباری مطبوعہ دہلی ج ۲ ص ۲۷
 ترجمہ صاحب ہدایہ نے کہا۔ مراد کوئے سے حدیث میں غداوت اور البقع ہے۔ کیونکہ
 یہ دونوں مردار کھاتے ہیں اور غراب الزروع مردار نہیں۔ اسی سبب سے لکھا اسکو ابن قدامتہ
 اب صاحب ہدایہ کی عبارت بعد یعنی نقل کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ حقیقت اس امر کی کھل جائے
 اور وہ یہ ہے۔ المراد بالغراب شش اسمی المذکور فی الحدیث م الذی یا کل الجبیف
 شش جمع حیثہ م یخلط شش اسی یخلط الحب بالحبس یعنی یا کل الحب تارۃ والحبیف اخری و
 قد ذکرہ المصنف فی اول باب الفصل والمراد بالغراب الذی یا کل الجبیف ہذا المذکور من البیوت
 واعاد ہذا ذکرہ لافضل یخلط وتولم تانیہ فی بالاذنی شش دیر وعلیہ ما قال الاکمل بان ہذا وقع
 تکرار لیکان یذامہ قتی عن ذکرہ والمذکور فی قبیل بناب للامام العینی جلد ۱۲ جزء ۱ ص ۱۸۷ ح ۱۸۷
 مراد اس غراب سے وہ کوئے ہے جو کبھی کھانا کھائے اور کبھی دوائے مار دے وہی سوئی ہے۔ اور
 مصنف نے ابتداً افضل میں کہا کہ مراد یہاں وہ کوئے ہے جو مردار کھاتا ہے۔ اور اس
 جگہ اسی لفظ کو بارگاہی لاکر لفظ و یخلط بھی پڑھا دیا اور اکمل الدین بابر نے کہا کہ صاحب
 ہدایہ یہ تکرار واقع ہوا ہے جس کی کچھ حاجت نہ تھی۔ یعنی صاحب ہدایہ نے جس
 غراب کی نسبت پہلے کہا المراد بالغراب الذی یا کل الجبیف اسی غراب کی نسبت یہاں لفظ
 یخلط بھی پڑھا دیا۔ لہذا صاحب غدایہ نے کہا کہ یہ تکرار ہے۔ جو صاحب ہدایہ جیسے
 الابن مصنف کی کلام میں نہ ہونا چاہئے تھا۔ اب ناظرین پر مخفی نہ رہا ہو گا۔ کہ ہدایہ کی عبارت
 المراد بالغراب الذی یا کل الجبیف یا جو اس کے کہ لفظ حیثہ پر ہی یہاں لکھا گیا کہ یہ
 صاحب غدایہ نے وہی غراب لفظ الحب والحبیف سمجھا جس کو صاحب ہدایہ نے بار بار

ذکر کیا اور اس کلام سے بعضی اعداد جیف کے اسی الذی لایاکل الا الجیف سے تشریح منکی۔
 بلکہ مقصود اور جسے وہ دونوں محل کے جلیوں کا ایک ہی سمجھ کر اعتراض کیا کریاں؟ حضرت
 حکمران واقع ہوا پس وہ جو صاحب عدایہ ہا کی کو یا کج میں الا لایقع الذی یا کل الجیف
 کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے۔ و نوح لکن لایاکل الا الجیف وہ الذی سماہ المصنف بالقیح
 الذی یا کل الجیف و انہ مکروہ بعد جہ مخالفت اس مضمون کے ساقط عن الاعتبار ہے۔
 کیونکہ صاحب ہدایہ کی مشابہ کے بالکل مخالف ہے۔ چونکہ صاحب ہدایہ کے نزدیک کوئے
 چار قسم پر مینا۔ (۱) غراب الزرع (۲) غراب البقع (۳) غراب اللحم (۴) غراب
 مصنف نے خود تفسیر فرمائی۔ پھر غراب الزرع کوئے مراد کھانے کے اس تفسیر سے خارج
 ہو گیا اور غراب البقع کو بھی مصنف نے بقول (۱) و اما العقیق فیہ مستثنی لانه لایسعی غراباً
 ولا یبتدی بالذی (۲) خارج کر دیا۔ پس تفسیر (۳) و اما غراب الذی یا کل الجیف
 و یحفظ میں باقی صحت البقع اور غلاف ہی داخل ہے اسی لئے ہمارے ہذا در ابن
 حجر نے صاحب کوئے کے قول مذکور سے مباح القتل کوئے کے البقع اور غلاف ہونے
 پر نفس فرمائی۔ اب ان کا خالص الطہر الحب و الجیف ہونا بھی صاحب ہدایہ کے قول
 سے باہر ثابت ثابت کیا گیا ہے۔ امید کہ اہل علم اس بات کی قدر فرما دیں گے۔ الحمد
 للہ الذی ہدانا لهذا و ما کنت لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ۔ اور علامہ ذیل علی سے بھی شرح
 میرا تفسیر فرمائی۔ و اما غراب البقع الذی یا کل الجیف او یحفظ و اما العقیق فلا یکل
 قتلہ و ان تکلہ فعلیہ الجزاء لانه لایسعی غراباً عرفاً و لا یبتدی بالذی یشیع الحقاق من غیر
 اور مراد کوئے مباح القتل سے البقع ہے۔ جو مراد بھی کھاتا ہے اور دلنے بھی عمر عقیق
 کا قتل کرنا جائز نہیں اس کے قتل سے محرم پر جزا لازم ہے۔ کیونکہ اہل عرب عرفاً اس کو
 غراب نہیں کہتے اور نہ وہ منوی بالطبع ہے۔ اور شرح الیاس میں لکھا ہے۔ و غراب
 شی یقتل غراب المراد بالبقع الذی یا کل الجیف بالخط الغرس بالظائر فی التناول و اما المستثنی
 فیجب الجزاء علی الحرم قبلہ۔ ترجمہ اور غراب کے مار ڈالنے پر جزا لازم نہیں آتی۔ مراد
 اس سے غراب البقع ہے۔ جو مراد لکھا ہے۔ اور طیبہ احمدیہ کہ کوئے کھانے میں قتل
 عمر عقیق کے قتل کرنے سے محرم پر جزا لازم آئیگی۔ اور شرح در المنہار میں لکھا ہے۔
 نہ انفاق نے کہا بدائع میں ابو یوسف سے صحیح روایت ہے۔ کہ حدیث میں مذکور

غراب الزرع بالغ کہتے ہیں۔ مگر مطلق غراب ہی کو البقع مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی کوثر شہر نہیں اور نہ
 میں ملاحظہ ہوتا ہے۔ ماسی کے محدثین نے روایا مطلقہ کو روایت متقیہ بالبقع پر قبول نہیں کیا ہے
 کیا اب کوئی دلیل جو اس کو سکتا ہو کہ یہ منسلک فیہ کو کہو نہ کہ قد پر ایک پرندہ کو کیا منسلک اور شا
 ہے یا باقی علامات تحقق کی اس میں پالی جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اب مکتبہ گرامر عربیہ فقہ علم کو عقل
 و انصاف سے نفی اور مزین ذکر علامہ عشق البقع اور تحقق کو علی السبیل الترتیبیہ المتقابل نظر غار و ذکر اس
 ملاحظہ فرماوینے انھارے ہوا حق تنازع ہا ہوا لبطلان پر یہ تمام اکل معلوم اور ظاہر ہو چکا ہے۔ البقع
 اور تحقق میں بات دن زمین اور سماں کا شرق معلوم ہو چکا ہے۔ پھر آپ کی ہی زبان سے کلام
 احسن اور جملہ ترک شوق کاملہ و معرفت ظنون و بیان میں جلوہ گر ہو گا۔

علامات غراب البقع بعد السحاب علامات تحقق

(۱) تمام کی جہت کے غراب کی کوئی ہی میں البقع غراب کی
 غراب نہیں۔ یہاں وہ بالاسر میں نال شکار وغیرہ ہوا ہے اور کیا
 میں قمر حیران اور ساری میں جو ہوا نامہ اور سیلابی میں
 لارہ اور بندی میں کوہاں۔ کاتک کہتے ہیں۔

(۲) آواز کی جہت۔ غراب البقع کی آواز کوئی میں نشانہ
 فامی میں غوغا اور بندی میں کال کال یا کال کال کی ہے
 کہتے ہیں۔ اور رنگ کی جہت۔ غراب البقع خاصہ
 اور رنگ کی جہت میں فی الظلم والبطون سپیدی کا کثرتی رنگ
 اور باقی بالحق سیاہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا شباب و جوانی اور باقی
 میں سیاہ مطلق ہوتا ہے۔

(۳) مقدار جسم کی جہت۔ غراب البقع باقیہ جس کے انداز
 البقع غراب اس کو کہتے ہیں (درویش و سیاہ) سے چھوٹا ہوتا ہے
 لکھ سکوت شمشاد کی جہت۔ غراب البقع انسان کی جہت
 جو اس خیروں اور خیریتوں میں لکھ سکوت شمشاد کی جہت
 چالیس و پچاس ہوتا ہے۔

(۴) تمام کی جہت کے غراب کی کوئی ہی میں البقع غراب کی
 غراب نہیں۔ یہاں وہ بالاسر میں نال شکار وغیرہ ہوا ہے اور کیا
 میں قمر حیران اور ساری میں جو ہوا نامہ اور سیلابی میں
 لارہ اور بندی میں کوہاں۔ کاتک کہتے ہیں۔

(۵) آواز کی جہت۔ غراب البقع کی آواز کوئی میں نشانہ
 فامی میں غوغا اور بندی میں کال کال یا کال کال کی ہے
 کہتے ہیں۔ اور رنگ کی جہت۔ غراب البقع خاصہ
 اور رنگ کی جہت میں فی الظلم والبطون سپیدی کا کثرتی رنگ
 اور باقی بالحق سیاہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا شباب و جوانی اور باقی
 میں سیاہ مطلق ہوتا ہے۔

(۶) مقدار جسم کی جہت۔ غراب البقع باقیہ جس کے انداز
 البقع غراب اس کو کہتے ہیں (درویش و سیاہ) سے چھوٹا ہوتا ہے
 لکھ سکوت شمشاد کی جہت۔ غراب البقع انسان کی جہت
 جو اس خیروں اور خیریتوں میں لکھ سکوت شمشاد کی جہت
 چالیس و پچاس ہوتا ہے۔

(۶) ابتدا کی حیثیت سے غریب القوم ہستانتے حتی میں ہندی
 الطبع اور جموں علی الاطلاق۔ ایسا ہے کہ انہوں اور
 کہ جو کہی میں انتہائی اور نہیں ہے۔ اہل ان کے یہ کہیں
 چرچ سے کہو کہیں سے اہل عام و غیرہ تعین کر
 دیا ہے۔ خدا کے اہل ان کے یہ کہیں ہے۔

۱۰ حسن و قبح فی شکل و محبت سے غلاب البیع نہایت مدح
فی شکل و شمع النظر - مقوت البیت پر صورت و
۱۱ حسن و قبح فی اثر و محبت سے غلاب البیع بغایت در کمال
کریم البصوت اور صریح آواز والا ہے۔ سماع جمعی الذمنا
لحسن و قبح فی اثر و محبت سے غلاب البیع پر بقیہ کرنا ہے۔
۱۲ حسن و قبح فی اثر و محبت سے غلاب البیع پر بقیہ کرنا ہے۔
۱۳ حسن و قبح فی اثر و محبت سے غلاب البیع پر بقیہ کرنا ہے۔

اور صاحبِ عقل اشہور ہو رہے۔
 (۱) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۲) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۳) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۴) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۵) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۶) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۷) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۸) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۹) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔
 (۱۰) ان کی طبیعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کمال ہے اور ان کے عقائد میں کمال ہے۔

شهر دل اوردی و ایوانی بنین آتتا -

(۱۰) ایضاً عقیق انسان کے حق میں مفسدی نہیں
ایذا اسکا نقل کرنا حاصل ہے۔ حکومت و کرب پر خدا والا رحم
(۱۱) ایضاً عقیق نہایت درجہ کا خوبصورت و خوش نظر
ہوتا ہے۔

ابن عربی: عشق کی آوازیں میں سرور کے
سلسلے سے انسان کے روح و جان میں ایک طرح کی خوشی اور
نعت پیدا ہوتی ہے۔

(۱) ایضاً حقیق ایک ہے کہ مشورۃ و مشاورت میں ہوتا ہے
 (۲) ایضاً حقیق ایک پر ہوتا ہے جو بعض اوقات
 اور فعال میں اس میں کسی کا مشورہ ہے اور کسی
 کی طرف سے اور دوسری طرف سے اور کسی کا مشورہ ہے
 اور کسی کا مشورہ ہے۔

باب دومہ اراغیوں کی تعمیر مختلفہ ادران کے حکم کے بیان میں اور اس میں دو فصلیں

فصل اول در فتح ہو کر کوئل کی تعمیر تھانے اور طرح پر کیا ہے مایل برابھی دوسرا مقام تھا
اس میں دو پیشیں ہیں بجٹ اول تھا اہل سنوں اور شرف و غنیہ کے انوار نام الیخند اول نام
ابو یوسف کی طرح کوئل کو ایسے پنج طریق پر تقسیم فرمایا جس سے حل و حرمت ان کے قتل
و اقل و دنوں کی پوری پوری معلوم ہو جاتی ہے اور یہ تقسیم بمسبیل ثبوت و مشاہدہ کے
جس کوئل کے انواع کے جدا جدا ذائقوں ناموں رنگوں صورتوں وغیرہ اوصاف
پر حاصل ہے جسکی وجہ سے ہر ایک نوع کی تعریف اور پہچان و تفریح طور پر موجود نام اکمل

اور شرع کے احکام مابعد حل حرمت کے لئے معین کے ہیں ثبات پر دائر ہوتے ہیں چنانچہ پہلا
 الشرع الیٰ ہر مہلک میں ہے وہو منہی علی الن الاحکام نہ ورنہ علی السامی اور الذوات اور کوئی
 شے البتہ نام اور رنگ و صورت وغیرہ تو لیں کے معلوم اور معین نہیں ہو سکتی ماحذیب تک شے
 معین اور معلوم نہ ہو جس پر حکم شرعی نہیں لگ سکتا کیونکہ تفسیر علم کسی شے کے اسکا حکم شرعی معلوم
 کر لینا ایک امر محال جسلمہ حاجت اول میں کووں کی تقسیم رباعی کا بیان ہوگا جس کی ہر ایک شے
 یا تصدیق ہو سکے مابعد مفید نام و اور بحث ثانی میں کووں کی تقسیم ثلاثی کا بیان ہوگا بعض
 فقہائے فاضل طوری طرح بھی لکھا ہے ماحذیب ایسی تقسیم جو جس سے کووں کی کسی نوع کی تعیین
 ہیجان نہیں ہو سکتی ماس لئے اس پر حکم شرعی کا لگانا ایک امر محال ہو بحث اول کووں
 کی تقسیم رباعی میں اور وہ یہ تھلا غراب الذبح (۱۲) غراب البقع (۱۳) غراب الیٰ یوسف (۱۴) چنانچہ
 مختصر اللغوی نقصدہی میں موجود ہے ورو ہی بشر بن الولید عن ابی یوسف قال سئل بالاختیار
 عن اکل الخوب فخص فی غراب الزرع وکر الخراف وسانت عن البقع فکر ذالک لانه کمال الیہ
 اور ہی کتاب میں قال ابی یوسف سالت ابی حنیفہ عن العتق فقال لا یمنع فقلت انه
 یا کمال الجیت فقال انما یخلط بشی آخر فحصل فی قول ابی حنیفہ ان ما یخلط لایکرہ اکلہ یہاں امام ابو
 یوسف اور امام ابو حنیفہ کے سوال و جواب سے جیسا کہ غرابوں کا حکم شرعی ثابت ہوتا ہے۔
 چنانچہ امام ابو حنیفہ نے غراب الذبح کو محال اور البقع و خراف کو حرام اور عتق کو مباح قرار دیا ہے
 ویسا ہی ان کی تقسیم رباعی اور تھلا نامولنے کووں کے ہر ایک نوع کی تعیین بھی ثابت ہوئی
 ہے مابعد تمام معتبر کتب فقہ و حدیث میں غراب کے ہر نوع کی تعیین باسمہ الخاص موجود ہے
 اب عوار کے ہر ایک نوع کا حکم شرعی حل حرمت قتل اور اکل کا معین تعیین اور نام اس نوع کے
 لکھا جاتا ہے واضح ہے کہ غراب البقع اور عتق کی تعریف اور تفسیر محدثوں کے حکم کے پہلے باب میں
 گذر چکی ہے نیز غراب البقع کا حکم من حیثہ باب کے متصل ثانی میں متقل طور پر بالتفصیل اور بامام
 و تھلا مگر یہاں بھی کسی قدر بیان ہوتا جا رہا تھا جاتی ہے غراب الذبح اور غلاب ان کا حکم ہے
 اور غراب الزرع یا زرع یہ ایک جھوٹا سیاہ کوا ہے مابعد بھی اسکی جوئی اور پاؤں چھو شرعی ہی
 مند ہوتی ہے جیسا کہ ہستانی اور شامی نے لکھا ہے۔ محل غراب الذبح و غراب البقع
 و غراب الزرع و غراب الخراف و الخلیفین کذا فی الشرح الیاس و غیرہ فوائد ہی میں کو
 ان کے استہدای میں کھیتی لاکر کہتے ہیں یہ اکثر سڑکوں میں رہتا ہے مگر جالے کے بعض

دلوں میں کابل کی طرف سے جماعت کثیر اور غیر جماعت کثیر پنا اور ہندوستان میں آسمان میں جنگوں ہمار
 لوگ کئی کئی کہتے ہیں۔ غراب الزرع نصف سیوہ دانہ پاک چہرین کھاتا ہے۔ مردار و نجاست
 نہیں کھاتا اور انسان کو بھی نہیں سستا تاہم کچھ غراب الزرع چاروں مذہب میں حلال ہے
 اور اسکا قتل کرنا ناجائز ہے۔ ائمہ مذاہب اربعہ اس کے قاتل پر جزا لاعظم فرماتے ہیں۔ کتب فقہ و شریعہ
 احادیث میں حلال غراب الزرع یا لابس غراب الزرع یا وبقال لہ الزرع وافتقہ بکوار اکل بھینہ
 یا بھینہ ضرر منجور ہے۔ نیل اللوطا اور فتح الباری میں ہے کہ علمائے اربعہ اہل اتفاق کیلئے یہ کہ
 کہ غراب الزرع حکم قتل سے خارج ہے۔ نیز حدیث البیرونی و دیگر صحیحی غراب ولا یقتل اسی غراب الزرع
 پر مشمول ہے۔ دوسرے مذاہب میں غراب القیظ اور غراب اسود کیسے کہتے ہیں
 جسکی میں فرقوں، فارسی میں زرنج گریا یا زرنج و کلاغ سیاہ و نرنگ لہو میں سیاہ و نرنگی ہوا اور چمک
 کوا چمکالی میں دوہو سیاہ کہتے ہیں۔ یہ کوا یا نرنگ سیاہ ہوتا ہے اور بیٹوں میں کم آتا ہے
 اور سب سے کم کووں سے برتر ہے۔ اکثر غذا اسکی مردار و نجاست ہے۔ گردانے اور وہی
 کے ٹکڑے بھی اگر مل جائیں تو کھالیتا ہے۔ کسانوں کے دسترخوانوں سے طعام کی کھینچے بغیر
 چلیاں باہر سے کے لئے توڑ کر لے جاتا ہے۔ ان باتوں کا بار بار مشاہدہ ہوا ہے جسکو انکار
 و تکبر اطمینان کر لے۔ (حکم) یہ کوا بھی حرمات اہل اور حرام قتل میں البقیہ کی مانند ہے۔ کما فر
 من المعنی والفتح و سیاہی انشاؤ اللہ تعالیٰ مگر جس علمائے چنانچہ ملا مسکین حدیثاً و فقہاً
 بدیں وجہ کہ یہ کوا دانے اور مردار و لوں کھالیتا ہے۔ اسکو عقیق سمجھ لیا۔ چنانچہ شامی کی عبارت
 اول سے مستفاد ہوتا ہے۔ قولہ (قاسوس) نفس عبارتہ الغلات کخرب غراب القیظ والشر
 النیر الرش جمیعہ عدنان وقال مسکین انہ العقیق ولما کان الاصح فی العقیق انہ لابس بالکھ
 اقتصر الشیخ علی معنی الشافی فانہم نعم اقتصر الاتقان علی الاول فقال کذا الغلوت الاولی منہ غراب القیظ
 الکثیر من الغریبان وانی الجناحین آہ و البیدان العقیق خیمو کما یعلم مما سذرہ تامل القیظ
 سبی بر لا شہد فی زرع الخرب یعنی جب ماں نے غذا کو کوز قبیل بالابخل من الخوان دیا
 کیا۔ اور صاحب قاموس نے غذا کے دو حصے بیان کئے۔ اول غراب القیظ اول نصیر بچہ و بچہ
 کہ غراب القیظ دانے اور مردار و لوں کھالیتا ہے۔ ملا مسکین نے اسکو عقیق سمجھ لیا۔ کیونکہ وہ کھانے
 خالطہ ہے۔ اور چونکہ عقیق کے کھانے میں علی الاصح لابس ہے۔ اس لئے صاحب در مختار نے قائل
 کے حصے ثانی پر ہی اقتصار کیا۔ ہاں اتفاق نے معنی اول پر اتفاق کر کے کہ لکھ البقیہ کی طرح

غداً ہی نکلیا جائے اور غراب القیظ ہے۔ جو اور کھوتوں میں اور تمام شہروں والا ہے اور
اور اتفاق کی عبارت یہ فائدہ دیتی ہے۔ کہ عقیق غراب القیظ نہیں۔ بلکہ اسکا غیر ہے۔ یہاں
فاضل شامی نے اتفاق کے قائل کو صحیح قرار دیکر فرمایا کہ عقیق غراب القیظ کا غیر ہے اور غراب القیظ
کو اگرچہ غلط ہے لیکن صحیح قول اتفاق عند الامام اسکو حرام ہی فرمایا۔ اور اس کے مخالف ہونے کی وجہ سے
احلال ہے فرمایا اس کے کسی حریت پر نفس وارد ہونے کی ہے۔ یہاں غلط کا قیاسی فائدہ صادق
نہیں آتا۔ مگر میرزا علی غراب البقع ہے۔ مراد البقع سے بھی ایسی کو آپ جسکی حریت کے بالشت
پر دوسرے کے سبید ہوتے ہیں کھانا اسکا حرام ہے۔ سکائی احسن المسائل جلد ۳۳ اسکا
بعض باب میں گذر چکی ہے۔ باتفاق المسند بحسب مرسل کھانا اسکا حرام اور متصل اسکا جائز ہے
شیخ محمد الکفری نے لکھ دیا کہ میں البقع کی حریت پر عند قول الامام وقاعدہ سرقوم میں الی
قائل مدعی علی کما قائل۔ والاصل فی تحریم الغراب البقع والغراب ماروی مشام ابن عمرو
عن اسیدہ ابنہ اسئل عن اکل الغراب فقال من اکل بعد ما ساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقام
ولان غالب الکلماء الجیفت اور حنیفہ ابن حنبل النخعی تو فیق انما یہ شرح مختصر النوایب کی کتاب القیظ
میں تحریر فرماتے ہیں۔ وصورة المسئلة لا یحل الا البقع الذی یأکل الجیفت والقناد ترکیتہ قرون
لانہ من الجیثاث ولان عامتہ ماکولہ جیفت ولا اکثر حکم الکمل اور مثلاً جیث من مرقوم ہے ماروی
راؤ کو سے سے آوا سیاہ و سفید ہے۔ جو اکثر وارد و نجاست کھانا کباب الفاظ ولان غالب الکلماء
الجیفت اور ولان عامتہ ماکولہ جیفت ولا اکثر حکم الکمل اور اکثر وارد و نجاست کھانا ہے۔
البقع اور غداً کما غلط ہونا بھی ثابت ہو گیا ہے۔ اور علامہ دیرمی شافعی لکھتے ہیں انکم
یروا کما الغراب الفحش والاسود الکبیر و سوا الجیث فہو حرام الیضا علی الاصح۔ وہ قطع حجامتہ
حیاتہ الیہ و غداً کما غلط ہونا بھی ثابت ہو گیا ہے۔ وقال ابو حنیفہ الغرابان کما احلال۔ ابو جہرہ
انما لفت کتاب حنیفہ کے ساتھ من الاستیبار ہے۔ کیونکہ تمام کتب فقہ حنفیہ میں تحریر ہے
کہ البقع اور غداً حرام ہیں۔ اور باقی میں مناسب شافعی مالکی و حنبلی بھی غراب البقع اور غداً
کی حریت اصل اور صحت میں برہنہ جیث کے ساتھ مستفی ہیں۔ تو اکثر فرمایا اہل الکتاب
نکلتہم اقلیون علی عقیق کے علامات باب ال میں بیان ہو چکے ہیں۔ و حکم جیث
کے نزدیک صحت و حریت میں شکات نہیں ہے مگر ہم تو ان پر حلال ہے۔ شیخ محمد الکفری
ہیں۔ قال ابو یوسف نکلتہم اقلیون علی عقیق فقال لا یاس۔ یہ نکلتہم اقلیون الجیث

فقال انه مخلط بشئ آخر - فحصل في قول الشيخ في هذا انما يخلط لا يكره ان يخلط - اور درايہ میں ہے قال
 ابوحنيفہ ان لا باس باكل العقق الا ان يخلط قاضيه فلا يجازيه وعن ابی یوسف ان الشكر لان غالب الناس
 الجيف اسی طرح باقی کتب فقہ میں بھی مرقوم ہے۔ مگر شیخ الاسلام اسپینجاہی نے شرح کافی
 میں عقق بطل بالجیف کو مکروہ صحیحاً فرمایا چنانچہ بدالذین یعنی شرح ہدایہ میں تحریر فرماتے ہیں
 وقول ابی یوسف باكل الجيف وان اضرح كرهنا كره عيني ^{مستطاع} عقق اگرچہ محال ہے۔ مگر
 اسکا کھانا نہ ترک کرنا ہے۔ کہنا نقل الشافعی عن غرار الا انكاره انما مالک کے نزدیک مکروہ ہے
 اور شافعی و امام احمد کے نزدیک صحیح حرام ہے۔ چنانچہ علامہ میرزا کیستہ میں (الحکم) کی
 حلو و جہان احمد ہا بطل كضراب الزرع والثانی تحریر ہے وہو الاصح في المروضة تبعاً للبخاري الباقی
 یہ سئل امام احمد رحمۃ فقال ان لم ياكل الجيف فلا باس به وقال بعض الصحابة انه ياكلها فيكون في قول
 محمداً حيوات الحيات ان جماعاً اور علامہ زبیدی کے فقہ میں یہو اما العقق فلا ياكل قتال المرحوم وان قتله
 فعليه الجزاء ولا تلبس في غزاة ولا يستدعى بالادوى سیمون الحقائق شرح كنز الدقائق الباقی
 عقق کا قتل کرنا جائز نہیں اگرچہ مکروہ ہے اسکو قتل کیا۔ اور اس پر جزا لازم ہوگی۔ اس سے
 وہ خوب میں عرفا غراب سے نامزد ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ یا بطبع موزنی ہے۔ البقیہ اکثر اماموں
 کے نزدیک اسکا قتل کرنا جائز نہیں۔ بحث دوم سحر کی کو قتل کی تقسیم ثنائی میں۔ واضح
 ہو کہ ہمارے بعض محققین نے یا تبیل و مشلول بعض فقہائے سلف کے کو قتل کے تقسیم
 کی ہے ایسا طریق اختیار کیا جس میں کو قتل کی اولیٰ مستحقین کی کسی نوع کو قتل و حرمت
 قتل اور اکل کے ساتھ نہیں اور شخص نہیں کیا بلکہ انک الزاع و البعہ غراب الزرع و غلات۔
 البعہ عقق انیس کے ایک نسخے کو لیا اور غلات میں زمین و لیل و بطریق فرضی تقسیم کیا۔ اول صرف و ثانی خلاف
 و اول نہیں کھاتا۔ اسکا نام زرع کھا۔ خواہ البعہ یا غلات یا عقق ہی ہو۔ اول صرف و اکل الجیف جو دوزخ
 و غیرہ و اکل نہیں کھاتا۔ اسکا نام البعہ و شکر یا خواہ غلات یا زرع یا عقق ہی ہوں۔ اور (۱) جو دوزخ و
 و غیرہ و اول کھاتا ہے۔ اسکا نام عقق و شکر یا خواہ البعہ یا غلات یا زرع ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم
 کی تقسیم شریکین کے جس سے بالخصوص کسی نوع کو اولیٰ نہ ہو کہ نہ صرف محال کہہ جائے نہ علم نہ تحقیق
 اور اسی طرح جب محرم اسکو قتل کر کے تو معلوم نہ ہو کہ نہ حرمت قتل پر جزا لازم ہے یا نہیں
 پھر یہ قاعداً جسکی وجہ سے کو قتل کی کسی نوع کو الزاع و البعہ میں نہ محال کہہ جاسکے نہ حرام
 نہ مستحق فیہ بلکہ انکی ہر ایک نوع حلت و حرمت و اصل حد کے درمیان مشکوک و متشکک ہے

اور اس طرح نجات ہی کھاتے تھے۔ اور وہ دوزخ و غیرہ کچھ نہ کھاتے۔ تو انہی کا نام عظیم حضرت اللہ علیہ
 السلام سے ایک مہم ہو گیا۔ چنانچہ چھوٹکی ہدایت ذیل سے جو شیخ ابوالکلام نے تفسیر قصصہ قدیمہ میں بیان کیا
 ہے۔ (یعنی القیامہ) اہل الجہنم کی تخت میں نقل کی یہی ظاہر ہے۔ اور ان کو اب یہ بات خوب واضح ہو گئی۔ کہ
 کچھ جو ہمارے دیار میں موجود ہے۔ جو کچھ دوزخ میں لکھا ہے۔ اس کی مثال ہونے میں کسی کو شک
 نہیں۔ اس لئے ہمارے دلائل اور حقیقت کے نزدیک میں بلا کر امتیاز نظر ہے۔ اور یہی مطلب ہے (اور ان
 سے انصاف نہ ہوگا) اس امر کی بھی حاجت نہیں۔ کہ ان کو یہ اختلافات البوائی و الخشکال و السموات جو
 کوئی کہ چند نام اور اقسام جو عرف میں مشہور ہیں۔ اور ان تمام میں سے کسی خاص قسم میں اس کو نقل
 ہونا۔ بلکہ اس کا کوئی نام خاص معین کریں۔ اور یہی بلکہ تمام عام احادیث دیکھتے ہیں۔ کہ کچھ کچھ
 اس کو سے موجودہ کو القیامہ میں داخل کر لیتے۔ جبکہ جمع جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ اہل القیامہ
 ہیں۔ غرض کہ۔ اور جس کا دل چاہے۔ اس کے عقیدے پر یہی لکھا کر دے۔

ترجمہ تفسیر ابوالکلام علیہ السلام یہ تقریر محض غلط ہے۔ کیونکہ کہ کوئی نہیں سے (یعنی اور غلط ہے)
 امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مطلقاً حرام قرار دیا۔ اور نہ ہی اس نے اس کو مطلقاً حلال اور حلال میں سے
 قرار دیا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے غلط کیا۔ مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً لا باس۔ یہ فرمایا۔ کہ اگرچہ اس میں
 عروا بن بشر بن الولید بن ابی یوسف عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما۔ اور تفسیر ابی یوسف
 و اسے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ امام ابو یوسف نے القیامہ اور غلط نہ مانا۔ بلکہ اس میں سے ہم
 ایک طرح کو من حیث الاولیٰ و الغلاتین تین طرح پر تفسیر فرما کر لیا۔ یا ان تیسوں میں سے پہلی۔
 اولیٰ و الغلاتین مذکورہ ہیں۔ ہر ایک طرح کی بعض افراد کو صرف دوزخ و اور بعض کو صرف دوزخ و
 کر اول کو بالاقفاق مثال غالی کہ بالاقفاق حرام ثابت نہ پاس۔ یہ کہنا کسی کتاب میں بطریق روایت
 امام صاحب سے سچی نہیں۔ بلکہ ان کی روایت کے مخالف ہے۔ اس لئے کہ امام صاحب کی روایت
 نسبت کرنا بھی عقل و نقل کے مخالف ہے۔ کیونکہ اول تو کہے کی کوئی قسم نہیں۔ بلکہ اولیٰ و الغلاتین
 موجود نہیں۔ دوم یہ کہ شلاً القیامہ من حیث الاسم و الجسم و النوع و البعد میں سے ایک نوع ہوا۔ اور یہ
 اپنی جگہ میں قسم پر مشتمل ہوا۔ تو خواہ مخواہ بلکہ اولیٰ و الغلاتین قسم پر ہوا۔ یعنی بعض افراد القیامہ کے صرف اولیٰ
 افراد و بعض افراد اس کے محض افراد و اور بعض افراد اس کے مخالف ہیں۔ اس لئے کہ اس کے خلاف
 کوئی بھی چیز کہ اور یہ مدعی طرح جہاں میں ہوتے ہیں۔ کسی کی قید میں ہیں۔ اور نہ کوئی شخص
 ہر وقت کئی خود میں کو دیکھتا رہتا ہے۔ کہ معلوم ہو کہ القیامہ و غلات کا فائدہ دوزخ و اور

ہے اور غلامانہ فرو صرف وارث کا ہے۔ اور غلامانہ مخلوط الغذا ہے۔ اس میں ان کا بیچنا
 محال ہو گیا ہے۔ بجز کس طرح معلوم ہو گا۔ کہ البقیع یا غدا کا یہ قرحلال ہے۔ اور یہ حرام۔
 اور یہ مختلف ہے۔ اس میں ان کے قتل سے محرم قاتل پر جزا کا لزوم عدم لزوم کس طرح معلوم ہو سکے گا۔
 اب آپ اپنے اس قاعدے کے مطابق فرض کر لیں کہ یہ ویسی متنازع فیہ کو البقیع ہے جس
 اس قسم کے مدعی بالضررۃ ثابت ہو گا۔ کہ اس کو اس کے بعض افراد صرف واند خویش
 وہ بالاتفاق حلال ہیں۔ اور باجماع ارتداد قاتل کرنا انکا قریب ہے۔ کیونکہ اب وہ عزاب الزرع مقرر
 اور بقدر الزرع سے ہے۔ اور بعض افراد اس کے صرف مراد خویش ہیں۔ اور وہ بالاتفاق محرم القاتل
 اور مباح القاتل سمجھے۔ اور بعض افراد اس کے واند مراد و اولاد کھاتے ہیں۔ وہ قاتل اور اہل میں
 مختلف ہے۔ اس وقت آپ فتویٰ ملی اس طرح دیتے۔ کہ فلا نے دیوار پر جو کوئی بیٹھا نظر آرہا ہے وہ
 حلال ہے۔ اور اس کا قاتل کرنا حرام ہے۔ اور فلا نے درخت پر جو اڑ رہا ہے۔ وہ حرام ہے اور
 قاتل اس کا مباح۔ اور فلا نے شکاری پر کمانیں کھین کر رہا ہے۔ وہ اہل اور قاتل میں مختلف ہے۔ کیونکہ
 یہ تمام کے تمام اپنے اوصاف میں متحد الکیفیت ہیں۔ یعنی جو اوصاف ایک میں پائے جاتے
 میں یہ بھی سب میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ کل الہی کی جنس میں۔ اور جنس کے تمام افراد
 کا ایک ہی حکم نفاذ کرتے ہیں۔ کہ قاتل العبادۃ العین فی شرح الہدایۃ۔ فاذا ارتاب الحکم علی
 جنس سحت علی جمیع افراد۔ سابع نہ غلط۔ پس اہل تولدہ بلحاظ جنسیت کی تفریق
 فی الحکم ہیں۔ بعد از قتل انسانی مانا جائے گا۔ چنانچہ حکم کے لئے انکا بیچنا اور بیکدوس سے تفریق کرنا بجلی
 ہے۔ مثلاً اگر فلا نے اس کو اس کے کوئی فرد زرع کر ڈالا۔ اس طرح محرم نے قتل کر دیا۔ بجز یہ دونوں
 آپ کے پاس فتویٰ لینے آئے۔ اس صورت میں آپ فتویٰ ملی کس طرح دیں گے۔ یہ کو تو آپ کے قاعدے
 کے ذمہ ہے۔ الا وہ حکمت و درست۔ اختلاف سے مراد کہ قتال رکھنا ہے۔ اب اس خطاب
 کا خطاب الکیفیت میں آپ اس طرح فصل کریں گے۔ اور چونکہ فصل الخطاب میں بھی یہی اس تقریر
 کی صداقت پر عبارت تھی۔ ایک شاہ موجود ہے۔ اور اس کو عدم تفریق غلامانہ حلال اور غیر حلال
 یا بوجہ ہرقہ حرک کیا جائے کہ فصل الخطاب صحت نہیں معلوم ہو گا کہ آپ نے اس اشکال کو پہلے ہی
 سے حل کیا ہوا ہے۔ ناظرین۔ جب قاعدہ نے پورا پورا تذبذب میں ڈال دیا۔ اور بالکل
 گمراہ کر دیا۔ اس لئے مستحسن اپنے قاعدہ اور اصل سے تفریق ہو کر اس موجودہ ویسی کے
 اور صرف مخلوط الغذا کو اگر عند الامام حلال اور عند الہی یوسف مکروہ قرار دیا ہے۔ اصل

اور شمع میں کتا بڑا خلافت ہے۔ پس جو شخص اپنے قانون سے عند الحکم خود ہی مخالفت کرے وہ
 بظاہر اس کی بات پر غور کی دوسری باتیں کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تحلیل و حجب آپ کے قاعدہ کے
 پر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی کوئی دوسرے ہر ایک شخص کے بعض افراد پہلے صرف وہ ضرورت سے جو
 کچھ ملت تک وہ ضرور دونوں کھلتے سے۔ پھر کچھ صرف مرد کھلتے لگ جائیں ایسا ہی بخلاف
 اور صرف مرد و خواتین کا حال قیاس کر لیں تا وہ آپ کے نزدیک ان کی تبدیل غلطیوں سے انکسار کیا
 کو بھی بدلنا پڑے گا مثلاً کوئی متنوع فی الواقع کی بعض افراد حجب کی بہت تک وہ کھلتے نہیں۔ تو
 آپ انکا نام نزع اور غائب التبع رکھیں گے اور حجب دہی افراد خورش میں خلط کرتے لگیں
 تو انہیں غائب نام آپ قطع اور غائب رکھیں گے۔ پھر وہ افراد صرف مرد رکھتے لگیں۔ تو آپ انہیں
 کو قطع اور غائب لگیں۔ پس عند التبع اور عند التبع کی صورت میں انہیں گے۔ کہ موجودہ کوئی اس
 میں مراعہ میں یا تحقیق یا القی یا غدا آپ پر تو فرض تھا۔ کہ پہلے ان کی تفسیر کر دیتے پھر
 ان کی حالت و حرمت کا حکم دیتے۔ پھر آپ نے اس کو اس کے تمام فرقہ کو بلا تفریق رکھ کر
 کہا نیز واضح ہو کہ شرع کے حکم ہندوؤں کے اس فرض میں ہیں۔ کیا اہل ایمان حلال سے قطع
 انکا سکون حلال حرام سے نہیں۔ نہ کہ حلال حرام کی پہچان سے عاری ہو کر گمراہ ہوئے۔ آئمہ دین
 کا بھی یہی مقصود تھا کہ جو احکام شرع کے جوہر است پر عمل ہیں۔ انکی تفصیل کیا ہے۔ یہی ہے
 آئمہ دین کے اپنے اپنے مذاہب کی تدوین کی تہ کہ پہلے سے بھی اگر پڑ جائے۔ فرض میں ہوتا
 یہ ضروری اور قاعدہ الاصل لہذا اگر سراسر تکلیف اور تردد محض ہے۔ امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب نہ
 سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کبیر اسکے کہ فیہ مقتدین کو ہمارے امام صاحب کے صفات اور بے عیب ہونے
 میں خدشہ دہنی اور عیب دہنی کا موقع ہے۔ اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ (ص) اولاً کوئی کی
 کہ فی شہد صرف مرد و خواتین ہو چہاں میں موجود نہیں۔ اگر آپ کو معلوم ہے۔ تو اسکا پتہ بتا دیں
 القی اور خلافت کی اللہ اور مرد و عورتوں کھلتے ہیں۔ مگر اکثر خورش انکی مرد و عورت۔ دو سرائے
 کہیں بھی جانتے ہیں کہ کسی شخص کو حلال یا حرام کہہ دیا اسکا نام یا رنگ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر شے دلیل
 شرعی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ غرائب القی کو جو دراصل حلال و حرام
 ہیں و مسلم نے سباح القتل قرار دیا ہے۔ تو کیا اسکے قیاس کے جوہر کی دلیل اسکا نام یا رنگ ہے۔ جو
 لفظ القی سے سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ نہ تو رنگ کا قیاس امام و حکم و اصحاب متون و شروح
 و کتب کے انصاف کو القی یا سوء۔ و خلافت کٹر حرام فرمایا۔ اور غرائب القی یا علقی کہ

حلت کا حکم دیا۔ تو کیا یہ مطلب تھا کہ کڑوں کا اہل یا سیاہ ہونا یا البقع اور خدات سے مٹا
ہونا اہل حرمت کی دلیل ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے تحت
محمدؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے اہل یا سیاہ ہونے سے متعلق کسی حدیث کی دلیل نام لے گا وہ گناہگار ہے۔
انہیں یہ کہ اگر یہ التماس میں تو دلیل حلت کی وجہ ان اہل حلت و احسان اور عدم و زوال سے حرمت ہے۔ اور
محقق میں باوجود دلیل مذکور کے قیاس مجتہد بھی شامل ہے جو حرمت منکوحہ کا رافع ہے البتہ
غیر ان کو مع الاسف واللہ ان کے خلاف حدیث و روایت بیان کرنے میں امام مفسرین اور فقہاء کا صرف یہی مطلب
تھا کہ بعد فقہیہ ایک نوع غراب پر علت یا حرمت یا اختلاف کا حکم دیا جائے۔ تاکہ فقہاء میں شریع
پر اختلاف قائم نہ ہو۔ عدم کثیر النوع مزبان کے وقت و اشکال عامیہ ہو۔ آپ کا یہ فتوہ کہ نہ ہم و نہ
حلت و حرمت کا مدللے محض وہی کہ وہی پر مبنی ہے سلام، اگر غراب ذو غلب نہ ہوتا تھا
بھی اس کا خبیث اور موندی قاسق اور مباح القل ہوتا آپ کے اس قیاسی حکم میں داخل ہونے
سے روکتا۔ چنانچہ وہ ذو غلب بھی ہے۔ کما سیالی اور جسے اسکو غیر ذی غلب کہا اسکا
قول عدم رویت پر محمول ہو گا۔ پس نہ کہ کھنا کسی کا دیکھنے والی نہ لورہ و کومرچ نہیں لیکن اور نہ
اسے شہوت کے سیکھنا کہ ہر گز اس پر اثر نہ ہوگا۔ نہ کہ کسی پر اثر نہ ہوگا۔ نہ کہ کسی پر اثر نہ ہوگا۔
کوئی قرآن یا حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ یہ حدیث اور شاہد کے لیے حدیثی انکسابع الطیر مہتابا
ہے۔ غراب میں جسے یہ صفت بخشم نہ دیکھی ہو۔ اور چھوڑ بیان کرے کہ یہ کومرچ و ذی غلب آپ پر تحریر
کے اسے تو کئی اثر نہ نہیں کہتے۔ یا لفظ اسکو اگر غیر ذی غلب ہی مانا جائے۔ تب بھی بجز اس صفت
و ادویہ یا شہا و طبعیت کس روایت کی بنا پر مؤثر الامام حلال ثابت ہو گا۔ امام محمدؐ نے تو غراب البقع و خدات
کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔ اگرچہ اول تو امام ابوحنیفہ کا قول ہے حدیث و روایت سے ستر ستر ہی آثار حلال
اور روایات امیرین ہی آپ کے قول کے تصدیق پر شہادت ہو گا۔ نہ کہ ثابت ہے غراب البقع اگرچہ کومرچ و ذی غلب
میں پائے جاتے۔ حلال ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ذو غلب ہو۔ تو آپ اس شخص الطیر مہتابا و الطیر مہتابا
تعمیمات گذرے کہ جس پر غریبی غلب کہا ہے۔ اور جو کومرچ و موندی اور قاسق و مباح القل بھی نہیں
اس لئے آپ گمراہ کو کومرچ پر کومرچ یا کومرچ کا گوشت کھانے کو اور کومرچ حلال نہ لیں۔ کیونکہ جبکہ قاصد
کی بنا پر وہ حلال ہو جائیگی۔ مگر یہ بلات کو قیل کی نسبت انہیں شہادت بھی کئی جسے تیار رہے۔ بعض
بابا اندھ منہ لکھتے ہیں اور غراب الزنج و عقیق کو کھنا نام نے مطلقاً حلال قرار دیا ہے۔ کما مرہون
مفسرین حدیث و روایت اور ان کی حرمت کو ناقص و مرد نہیں ہوئی۔ صرف مرد و زوال ہی کی وجہ سے کومرچ

حرام کہنا اگر نہایت پرستی ہے نیز جو کہ ایک تقسیم لسانی و قرضی ہے نہ اسلی اور واقعی آپ کی سب
 تقریر اس قدر غلط و غلطی استثنایہ ہے۔ (۱) اس طرح مطلق کو جسے کو حلال کہہ کر آپ نے فراموش
 قاعدہ سے خلاف محض اور اشرف خالص کیا ہے۔ (۲) اس لیے تو آپ اشتباہ و شکوک سے
 میں جب تک اس غراب کو کو تو دل کے انواع اربع میں سے کسی خاص نوع میں کوئی خاص نام نہ نہ کر لیں گے
 تب تک اس کی حالت و حرمت قتل و اکل کی حکم کے لئے لازم نہیں ملے گی بلکہ جب البقع اور غداں سے
 مباح و اقطنی بت ہو اور ازلیع اور یقین مبین الاصل المستعمل فی اصل اس کے حکم کا امتداد کے طور پر
 ہوگا۔ باقی رہا یہ کہ مستعملین غراب کے کو قتل کی ہر ایک نوع کو انواع اربعہ میں سے جس میں الاصل
 والعدا بطریق مذکور میں طرح پر تقسیم کر نہیں سکتے یا یہ اور محیط کی کلام کو ماحذہ دلیل و حجت سے
 سو اس بارہ میں عرض ہے۔ کہ ان کی سمجھ میں غلطی ہے۔ غما یہ اور غلطی کی عبارت مذکورہ کا
 یہ قطع نہیں کہ غراب کے اقل ثلاثہ البقع، اسود، زراغ ہر ایک نوع اپنی اپنی جگہ تین تین قسم پر
 تقسیم ہے۔ کیونکہ ان کی عبارت منقولہ میں ثلاثہ ثلاثہ ذکر کیا اس کے ہم معنی الفقہاء و ادوہیں ہوا
 کہ ایک قسم تین تین یا کثیر ہو۔ بلکہ وہاں خمس غراب کو انواع ثلاثہ پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اور نمبر
 ہر یک پر لفظ البقع و اسود و زراغ کے خارج ہونے لفظ غراب ہے۔ ترجمہ یہ ہوگا کہ غراب کی
 تین قسمیں ہیں۔ البقع، اسود، زراغ ایک نوع انہیں صرف و زور ہے۔ مردار نہیں کھاتا۔ وہ
 زراغ یا غراب النوع ہے۔ اسود و حلال ہے۔ دو مردار ہے جو عادتہ مردار قرار ہے غلہ و غیرہ نہیں
 کھاتا۔ مگر ضرورت کی وجہ سے۔ وہ البقع اور غداں ہے۔ وہ حرام ہے۔ قسیر وہ جو مردار اور
 مردار دونوں کھاتا ہے۔ وہ حقیق ہے نہ کہ وہ مختلف فیہ ہے۔ کہا قال الشافعی بعد نقل قول
 الشافعی۔ والانیہ رد العتق و کما فی حاشیہ ابن ماجہ۔ قولہ من یا کل الغراب الذی یأکل فی الارض
 اور کثیر منہا و ہوا۔ بالعقید فالاصح حملہ کما فی الدرر ابن ماجہ طبعہ عن فاروقی مدنی
 ہماں بھی غراب کی نوع ثلاثہ کہ مخلوط القفا ہے۔ وہی غراب خاص معین قرآن مجید سے البقع
 ہے۔ ہاں ایک بڑی جماعت فقہانے کہا کہ نہ ہر ایک غراب کا لفظ کما ذیل المستعملین ہوا
 حقیقی رہن ہوا سیاہ اور حقیقت میں مختلف الماوان ہوتا ہے۔ اور ہر ایک شبیہ بالغراب کے وہ
 الاصل غراب میں سمجھا کر کیا جاتا ہے۔ اور عرب میں کسب عرف اسکا کہے بہ غراب ہوتا۔ ہمارے
 و اس کے سنائی نہیں ہوا۔ ہاں کسی خاص قسم کے حق میں امام اعظم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف سے کہ استخرج
 مردی ہے۔ ہاں اگر چہ بظاہر حملہ لایا کل الاکلیف سے غراب کی ایک نوع کا ہر مردار خود

مفسر و تفسیر کی کتاب الذی بالحق من غیر فرمایا کہ و صورتہ المسئلۃ لایکل الا لبق الذی بالحق
 و اختلاف شریکیت و توفیق الذی من الغیبات و لان عامۃ ما کو لا تہیج و لا اکثر حکم کل۔ اور در مقام
 حق میں مرقوم ہے اور مذکور کو سے کو اسباب و سفید ہے۔ جو اکثر مرد و بیست کھا
 ہے۔ اس سخن کے لحاظ سے تمام کتب فقہ و حدیث کا خلاف ہر طرف مہر کر اتفاق ثابت
 ہو جاتا ہے اور تفسیر لایکل الا لبق الذی من الغیبات من جو اسق المذہب اور جو مذہب کی حدیث
 و کذا اکل غراب بقلطہ الملب بالحق لایکل کی مخالفت کا بھی مقتضی نہ ہو سکا۔ اور کسی کو
 غلطی کی طرف منسوب کرنا بھی نہ ہو سکتا اس صورت میں صاحب عنایہ اور بطور
 کما و بارہ البق و عقائد اور جو اسکے کردہ مخلوق العقائد ہیں۔ یہ فیض مراد اور والد و توفیق
 دیتے ہیں۔ لایکل الا لبق الذی من الغیبات اسی میں ہے کہ وہ غالباً و حادثہ و طبعاً و ارادہ و ذلیل
 جیت غریب۔ اور اکثر یہ کل حکم لکھا جاتا ہے سامی واسطہ انہوں نے لایکل الا لبق
 ثریا۔ و درہنہ کی یہ کلام اپنی اس عبارت سے جو خود انہوں نے کتاب الحج میں در بارہ
 غراب لاق حریر فرمائی ہے یعنی المذہب بالحق الذی بالحق لایکل الا لبق او بخلطہ کے معنی
 اب بھی اس بات کا بھی خوف ہے کہ شاید آپ انہیں فقہائے دو نومقاموں کے کلام
 کو تھاراض و تفسیر کہیں اتنا تعارضاً فقہائے کما حکم نہ تھک دیں۔ اگر آپ حملہ لایکل الا لبق
 کے جوئے کے لیے خیال کے میں تسلیم نہ کریں۔ جبکہ کئی عن اکل باعد الجحیف کے ہی جسے تفسیر
 تو پھر اس بحث کا صداق وہ البق و عقائد جو مرد کے سوا کچھ نہیں کھاتا اور اس کے
 حق میں حدیثی ہو اور عاقل و مباح القتل ہی ہو بلکہ یاد دہشت اور ہم دعوت کے
 میں کہ اکثر شتم کا گواہان و تہمایں موجود ہیں۔ آپ کے عالم و زمین و خیالات میں۔ و ہر
 تو ان میں ہیں مذہب آپ کے جسے مرقوم کو خطا پر محمول کریں گے۔ بعض لوگ
 سلا پرندہ مگر یہ کہ جسکو پنجابی میں لکھتے ہیں۔ البق خیال کر لیا ہے۔ اور یہ
 لفظ ہے۔ کیونکہ ہر گند کے اوصاف اور علامات البق کے اوصاف و علامات کے
 جو پہلے باب میں بیان کئے گئے ہیں بالکل مغایر ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اوصاف یہ ہیں۔
 ۱۱۔ ہونہ کوارد و میں ہر گند فارسی میں مردار خور اور کھٹکے اور غریبی و شرم و التوفیق کہتے
 ہیں۔ ۱۲۔ ہونہ کوارد و میں ہر گند کہتے ہیں۔ تاکہ اسکے آواز کی تفسیر ہو سکے۔ جس سے اسکے شہسار
 میں اس صورت پہلے ہر سیاہ ہوتے ہیں۔ جو اڑتے وقت اس سے کھلائی دیتے ہیں

لکھا کہ خلاف سے بڑا اور گدوں کے تشکیک ہوتا ہے۔ (۵) اور اکثر اوقات وہ جنگوں
 میں لڑتا ہے۔ بہنروں کے قریب ہیت کم آتا ہے۔ (۶) انسان کو کسی طرح کا ایذا
 نہیں پہنچاتا۔ راجا شکر کی جیت سے ایک بیدا جالور معلوم ہوتا ہے جسکی آنکھوں میں شہنشاہ
 اور بدلتیں چھپی نہیں۔ اس کے اکثر اوصاف کو دیکھنے والا خود مشاہدہ کر سکتا ہے
 اور اس کے نام معہ اوصاف کتب لغات میں موجود ہیں۔ پھر بگنہ بھی آپ کے
 سنے کے مطابق لایا اکل الاالجیف کا مصداق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ یہ بھی گھاس اور
 ذبیحہ گوشت وغیرہ اشباہ طبع بھی کھا لیتا ہے۔ بار بار واقعہ ہوا ہے۔ کہ جن جالور
 کو بوجہ مرض و خفاقت اور بوڑھا پنکے فوج کریں۔ تو اس ملک کے کئی لوگ اس ذبیحہ
 کے گوشت کو کھاتے نہیں بلکہ گائوں یا شہروں سے باہر بھینک دیتے ہیں۔ تو اس پر
 مردہ کھانے کو دس۔ گدوں۔ بگنہ کا ایک بڑا بھوم ہو جاتا ہے۔ اور جماعت جماعت اور
 جوق جوق وہاں آ بیٹھتے ہیں۔ اس لئے اپنے قدر کے موافق اس ذبیحہ کا گوشت کھاتے
 ہیں۔ دیگر یہ کہ جو جالور مردہ کھاتے ہیں۔ ان کو ہر روز مردہ دستیاب ہی نہیں ہو سکتا
 تو ان کو بوجہ بھوک کے مفرورہ و غیر چیزیں کھانی پیتی ہیں۔ اس لئے بگنہ کو صرف مردہ
 خور گمان کرنا۔ بالکل جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ اور جب وصف خلط کے موجود ہو
 بھی بگنہ علم ہی مراد باوجودیکہ یہ فاسق اور مباح القتل بھی نہیں۔ تو البق صرف خلط
 پر مبنی وجہ سے کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ باوجودیکہ یہ شصت بالفسق و اباحت
 القتل بھی ہے۔ تو صاف ثابت ہوا۔ کہ لایا اکل الاالجیف سے صرف مردہ خوردی ثابت
 نہیں ہو سکتی کہ کثرت مردہ خوردی کی ثابت ہوتی ہے۔ جیسے عذاب الزرع کے بارے
 میں لایا اکل الاالجیف کہا گیا ہے۔ وہاں بھی یہ مراد ہے کہ عذاب الزرع اکثر دانے کھاتا
 ہے نہ یہ کہ وہ دانے کے بغیر کچھ کھاتا ہی نہیں۔ بسا اوقات جب اسکو دانہ نہ
 ہو وہ گھاس اور حقیقی کے بہنریوں کو کھا کر شکر بھری کر لیتا ہے۔ اگر آپ صرف
 خلط فی الاکل کے وجہ سے البق کو حلال کہتے ہیں۔ تو نفس خلط تو گدوں اور
 بگنیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ انکو اس علت سے محمول سمجھ کر حلال کیوں نہیں کرتے
 انہیں فرق کیا ہے۔ یہ تو سبب خاطر بن النجس و الطاہر میں مزید برآں ملتا ہے
 اور کہ یہ کھانے کی نسبت کبھی کبھی گوشت میں زیادہ بھی ہیں۔ جس سے کھانے والا

کا پسند بھی ہو سکے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ وصفت خلط میں جیفہ کے ساتھ جب کا ہو تو
 مشروط معلول ہے۔ تو یہ ایک اور غلطی ہے۔ کیونکہ اول تو قاضیخان وغیرہ نے قاعدہ خلط
 میں مراد لکھا ہے کہ مطلق کو بیان فرمایا ہے۔ جب ہو یا دوسری چیز کا قال قاضیخان
 والا اصل مسئلہ انما خلط والنجاست بشیء آخر ثم یا کل لایاں ہے۔ دوسرا یہ کہ جیفہ نور کو حلقہ
 کہنا لا محالہ اسی امر پر مبنی ہے کہ اصل الجیفہ کے ختم اور لحم میں تھیں اور نسا و پیدا ہو جاتا تو
 حکمی وجہ سے انسانی غور و نظر کے لائق نہیں رہتا۔ کیونکہ اب مصداق آیت شریفہ دیگر ہم
 علیہم الخبیثات کا ہو جاتا ہے۔ اور جب نگاہ اس وجہ پر پاک چیز میں بھی کھا لیتا ہے۔ تو وہ
 آپ کے قول پر بھی حرام نہ ہوگا۔ اسی لئے خلط میں مراد لکھا ہے کہ جب کا ہو تو مشروط
 نہیں ہے پھر اس قاعدہ کے وجہ سے ہر ذرا بقیع کی رجم اور سور بھی حلال بن جائیگی۔ اور
 یہ خلط اور خلان واقع ہے۔ اور یہ قاعدہ جو جالوڈ مخلوط غذا ہو وہ حلال ہے۔ نہ اہم ہو
 جیفہ کا مشرور کرنا ہے۔ نہ انکار یہ مذہب ہے۔ بلکہ امام صاحب نے تحقیق کی حلت پر
 جو دلیل بیان فرمائی ہے کہ لا ینخلط فاشبہ الدجاج اس سے فقہائے شیعہ کہ لا ینخلط فاشبہ
 الدجاج سے کہتے ہیں کہ اس طرح اس کا کھنا جائز ہے کہ اصل یا خلط فاشبہ الدجاج سے کہتے ہیں کہ
 یہ قاعدہ مذکورہ استخراج کر لیا ہے جتنا چاہتا دینی قاضیخان میں ہے۔ مگر ان الاصل عندہ
 انما ینخلط النجاست بشیء آخر کا لہذا جیفہ لایاں ہے۔ قاضیخان ج ج م۔ اور بقیع میں ہے تحصیل
 میں قول ابی حنیفہ انما ینخلط من الطیر لکنہ کا لہذا جیفہ اسی طرح یعنی شیعہ ہدایہ میں ہے
 اگرچہ اس قاعدہ سے بدیہ جو جگہ مانگ عام ہے۔ مطلقاً یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو جالوڈ دینے اور
 مراد دینی کھاتا ہے۔ یعنی گندگی خود کی طرح حلال ہے۔ مگر یاد رہے کہ فقہائے شیعہ
 نہ دیکھ یہ عمومیت مراد نہیں۔ کیونکہ اگر یہ قاعدہ لایاں ہو جیتہ کہہ یا ہر ایک جالوڈ کے حق
 میں علی سبیل الاطلاق مانا جائے تو حیوانات مخصوصہ فی الحرمہ کی حلت کافعی تھنسی ہوگا۔
 پس کتا۔ گدھا۔ چوہا۔ بلی۔ ہاتھی وغیرہ دینی تاب اور حشرات الارض اسی طرح جیل یا بڑی
 البق وغیرات وغیرہ ذی غلبہ سب کے سب اس قاعدہ کے تحت حلال ہو جائیں گے
 کیونکہ یہ سب حیوانات ذلیلہ ہیں انہیں و الطہا پر ہیں۔ پہلے موسیٰ بارہ دیکھتے کہ لوگ
 فریجہ کا گوشت کھاتے ہیں۔ پس کتا بھوں کی دکانوں سے ذبح کیا گوشت کھاتا ہے یا کھاتا
 کھاتی ہے۔ بلکہ لوگوں کے ہاتھوں سے جمع کر لی جاتی ہے۔ کتا۔ چوہا۔ بلی وغیرہ

کے کھڑے وغیرہ پاک چیزیں بھی کھاتے ہیں۔ گدہ۔ ہاتھی۔ گھانسی وغیرہ اس کی پاکیزگی
نہیں ہے۔ پھر اس قاعدہ مذکور کے لئے ان کو کیوں نہیں حلال کہہ دیتے۔

ساحبان۔ یاد رکھو۔ کہ امام صاحب کے مذہب کے اصول فقہ میں لکھا ہے۔ کہ تیس
کی محبت کیلئے کئی شرطیں ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ تیس جیب صبیح ہوگا کہ
وہ نفس یعنی آیت و حدیث و قول صحابی کے مقابل و معارض نہ ہو ورنہ صبیح نہیں بغیر
تیس جیب ہم کر لیا کہ مقیس میں نفس نہ وارد ہوئی ہو جس مقیس میں نفس آئی ہو
اسکو مقیس علیہ کی کیا احتیاج ہے۔ پھر یہ فقہ کا قیاسی قاعدہ تمام خطوط الغلہ اجاو
جس میں غلہ جاری ہو سکتا ہے۔ زیر بحث و سی کیسے البقع فاسق کی حرمت پر تو انہیں
وارد نہیں ہے۔ حضرت عائشہ عبد اللہ بن عمر۔ قاسم بن محمد۔ عروہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم نے اسے حرام لاکھ اور غلہ لکھل ہو کر لیا دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا سن یا کل الغلہ قبیح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا تھا ما ہو من الطیبات اسلئے اس زیر بحث غراب
البقع پر وہ قیاسی قاعدہ جاری نہیں ہو سکتا نہ سوف نفس کے متعلق ہوگا۔ اور جہاں نفس
وارد ہوئی ہو۔ ہاں تیس تک کیا جاویگا۔ فرض یہ کہ قاعدہ تخلیط انہیں جائز کرے
تک اور اگر یہ جگہ حلال ہوئے پر نفس وارد ہوئی ہو یا کم از کم ان کی حرمت پر
نفس وارد ہوئی ہو۔ اور وہ بالاصح حلال ہوگا بقرۃ الجلالۃ وغیرہ۔ پس بلحاظ اس
قاعدہ کے وہ حرمت جو سبب جلالی۔ اور حیفہ خوری کے ان جائز نہیں مطلقاً مگر یہ
باید کہ حرمت منصوصہ یا تہ عزاب البقع اور عذات وغیرہ نہ لے اس قاعدہ کے حلال
ہو جائیں گے قافیم والضعف۔

مختصر و وسائل ان قواعد اور دلائل کے بیان میں۔ جو عزاب البقع کی حرمت

میں ہے۔ پہلے ہیں۔ ۱۔ اس وجہ سے کہ عزاب البقع کی حرمت پر باعتبار استدلال قواعد متعددہ
جملہ میں اور اس کی حرمت پر مختلف طرق سے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ہم ان قواعد
اور دلائل کو قبل میں درج کرتے ہیں۔ امید کہ عالمان شیعہ سادہ دل اور بے لوث
طبع ہو کر یہی حرمت عند اور توجہ فرمائیں گے۔ قواعد منقولہ یہ ہیں۔ ۱۔ قاعدہ کلا
عزاب البقع طہریت ہے۔ چنانچہ ہمارے ہمارے حافظہ ابوالدین العینی محکم سے نقل کرتے ہوئے
فرماتے ہیں۔ ہو غنمہا و یطہر البشیر کل خبیث۔ عذۃ القاری ج ۵ صفحہ ۴۴۲

اور وہ مذکور کو اس قسم کے کوئل سے بڑھ کر خبیث ہے۔ اور وہی ہر ایک خبیث کے لئے
 ضرب المثل ہے۔ اور اسی کے ہم معنی لسان العرب میں کہا ہے۔ و يقال للغراب القبح اذا
 قبیہ یا غص و جرحه القبحان للاختلاف لونه و هو اخضر ما یکن من الغراب خاصۃ علی خبیث
 المۃ انتہی اور لسان علی قاری حنفی شیعہ شکوہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ و جرحه فاستقر فیہم
 خبیثہم و کثرت العثرۃ فیہم۔ و زفات مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ شریعہ اور وہ (تلفظ فواسق) ا
 جمیع سے فاسقہ کی اولاد دہ کیا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فاسق سے انکی خبیث
 اور ضرر رسائی کی کثرت کا یہاں غیبت عالم ہے۔ فاقی اور معنی دونوں کو شامل ہے۔ اور اسی طرح
 بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں کہا ہے۔ و معنی القبح فیہم خبیث و کثرۃ العثرۃ فیہم اور شیخ
 محمد حنفی فرماتے ہیں قولہ القبح خصۃ خبیث والا فالمراد بالغراب الذی عثر انتہی۔ اور لسان العرب
 میں ہے۔ و فی الحدیث انہ یقیر اسم غراب لما فیہ من البعد واللہ ان خبیث الطیور انتہی۔ اور
 حافظ عبد الدین العینی حنفی شیعہ ہادیہ میں فرماتے ہیں۔ و سمیت فواسق بطریق الاستعارۃ لخبثۃ
 ترجمہ اور نہ سمکھا ان پانچ جائزوں کا۔ فواسق اور استعارہ کے ان کے خبیث ہونے کی وجہ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ جائزوں کو فواسق اس لئے فرمایا کہ یہ خبیث
 جائز ہیں اور چونکہ غراب القبح بھی انہیں میں سے ہیں۔ پس وہ بھی حسب فرمودہ رسول اللہ
 کے خبیث ٹھہرا۔ فافہم ما وہ علامہ کمال الدین و میری شافعی فرماتے ہیں۔ و وہی البجاری
 فی اللادب و الفاکم فی المستدرک والدیلمی فی الشعب و ابن عبد البر و ابن حجر و ابن عبد اللہ بن
 الحرث اللاموسی عن ائمہ رابطۃ ثبت مسلم عن ابیہما انہ قال شہدت مع رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم حنیناً فقال ما لکم قلت اسمی غراب فقال صلی اللہ علیہ وسلم بل انت مسلم و
 انتا خیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسم الذی حیوان خبیث الفعل و خبیث الطعم و الذلک امر صلی
 علیہ وسلم یقلد فی الکمل و الحرم حیات الحیوان جلد ۲ مطبوعہ مصر ص ۱۸۱ اسطر ۱۱ اور صاحب مجمع البحار
 کہتے ہیں۔ و فی صلی اللہ علیہ وسلم اسم غراب لما فیہ من البعد واللہ من اخبث المیور جمیع بحار
 الاولاد جلد ۲ مطبوعہ مصر اور لسان العرب میں ہے۔ و فی الحدیث انہ یقیر اسم غراب لما فیہ من
 البعد واللہ ان خبیث الطیور انتہی۔ ان ہر سہ کتب کی علما ملتوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ چونکہ
 علی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سہانک اور طبع سلیم میں کو ایک خبیث بلکہ اخبث پرندوں
 میں سے ٹھہرا۔ اور اس خبیث جائزہ سے نفع کسی طرح متصور نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ

اسکے کھانے سے کیونکہ خبیث محرم الاکل ہوا کرتا ہے۔ بقول تعالیٰ وحریم علیہم الجبائث اور
 کہ کسی دوسرے وجہ سے بلکہ اس کو اسے انسان کو ایذا اور ضرر پہنچتا ہے۔ لہذا تقدیم ذکر
 اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصنیف بالقتل پر ارشاد فرمایا۔ نیز اس کی حیا
 کی ہی حیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رلیتہ کے والد کا نام بجائے غراب کے مسلم کہنا
 اور صاحب درختار کہتے ہیں۔ والغراب الالبق الذی یا کل الجیف لانه یحق بالجائث
 قال المصنف ثم قال والجبث المستحبہ الطبیاع السلیتہ۔ ترجمہ اور حلال نہیں البق کو آجھ
 مردار کھاتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ حیوانات غبیہ کی ساتھ ملحق کیے گئے ہیں۔ مصنف نے اپنی
 شرح میں یہ صفت لے کر کہا۔ کہ خبیث وہ چیز ہے جس سے طبایع سلیمہ گھنائیں۔ اور اسکو
 مکروہ اور خبیث جانیں۔ ہم غراب البق وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ہو کہ فی الطوطا و فی
 المکی عن الشفت۔ غایۃ الاوطار شیخ و المختار جلد ۱ ص ۱۸۱ اب چونکہ علمائے امامدار کے اقوال
 سے ثابت ہوا کہ اس کیسے موزنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خبیث ہونے کی وجہ
 سے اسکو فاسق قرار دیا ہے۔ اب اسکو مجال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کر کے اس غراب
 البق کو طیب کہے ہرگز نہیں۔ (اصغر علی) اور خبیث ہے۔ وہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 وَجَعَلَ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَجَعَلَ لَكُمُ الْخَبَائِثَ قرآن شریف پارہ ۱ ص ۱۸۱ اور حلال کر کے
 دے اس کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کر کے ان پر حرام چیزیں۔ اس طرح یہ اصل حتیٰ اس آیت کی تفسیر
 میں آتے ہیں۔ کہ حکم سلیم الخبائث کا لدم و لحم الخنزیر و الذل و الباطنیات بتقلید
 الطبع و الاستلزام و باعتبار ما استحبہ الطبع و تفسیر من تکلون الآية و لیس علی ان الاصل
 کل ما یستطیع الطبع ان کل و کل ما یستحبہ الطبع الخ و لیس دلیل من فصل فی وجہ انباء
 مشہورہ و محرمہ مطلب یہ کہ جن چیزوں کو انسان طیارہ خوش اور لذت حاصل کرے۔ وہ پاک
 ہیں و جن اشیا سے نفرت اور کراہت کریں وہ پلیم ہیں۔ لہذا آیت اس امر کی دلیل
 ہے۔ کہ جس چیز کو طیارہ سلیمہ پاک جانیں وہ حلال ہیں۔ اور جن کو طیارہ جانیں وہ حرام
 ہیں۔ مگر کسی خاص علیہ دلیل کی وجہ سے اس کا خلاف ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسی آیت کے مطابق اشیاے پاک کو حلال اور اشیاے پلیمہ کو حرام فرمایا ہے
 جس پر قرآن شریف و حدیث شریف ناہق و شاہدیں بلکہ تورات و انجیل بھی گواہ ہیں غرض کہ
 اس کو فاسق و نبیث و موزنی قرار دیکر محرم اور غیر محرم کے لئے عمل و حریم میں تمیز کیا

فرمایا ہے ماحشیخ ابن عابدین شامی حاشیہ در المختار میں لکھتے ہیں۔ قولہ والنجیث المح
 قال فی حرمان الطیب من الجوارح ان المستحب ان حرام وهو قوله تعالیٰ ویکرم
 علیہم النجاسات وما استطاب العرب حلال لقوله تعالیٰ ویکمل لہم الطیبات وما استحبہ
 العرب فهو حرام بالنفس ولکن ینبغي استظاہرہم ان الجواز من اہل الامم صارت ان الکتاب
 منہم ویکرمونہ ولم یحبوا علی البیواری لانہم للضرورة والنجاسة بالکون ما یکبرون ^{النجاسة} منہ
 لشیخی علیہ السلام خلاصہ یہ کہ سب علماء نے اجماع کیا ہے کہ جب کوئی چیز نجس ہو تو نہیں
 دلتے پاک سمجھیں وہ حلال ہے اور جب کوئی پاک جائز ہے وہ حرام ہے۔ اس آیت کی وجہ
 سے اور ملک حجاز کہ اہل اقصاء اس لئے پاک اور ناپاک جاننے میں معتبر ہے کہ کتاب
 اللہ انہیں پر نازل ہوئی اور وہ ہی لوگ قرآن کے مخاطب ہیں۔ اور حلال کے بہتے وانوکھا
 اس میں کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ان کو جو کچھ حلال جائز ہے۔ انہیں ضرور اور بھوک کی وجہ سے
 کھا لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل لا یتوکل علی النجیث والطیب لوانعجبک
 کثرۃ النجیث فانقلوا اللہ یا اولی اللباب لعلکم تفکحون ترجمہ کہ یا رسول
 اللہ تمہیں برابر بتانا پاک اور ناپاک۔ مگر یہ خوش فہمی بہت ایت ناپاک کے پس ذرۃ اللہ تعالیٰ
 سے لے صاحبو عقل کے تو کہ تم فلاں چارو۔ اور شیخ اسماعیل حنفی اس آیت کی تفسیر میں فرماتا
 ہیں۔ وسبب النزول لان کان خاصاً لکن حکم عام فی تنہی السادات عندہم عن الری
 وین الجید ففیہ ترغیب فی الجید وتحدید عن الری وینما قل نجیث والطیب امور کثیرۃ
 تنسب الی الحلال والحرام فتشکل حیت من الحلال ارجح عند اللہ من طنی الدنیا من ارجح لان الحرام
 نجیث مردود والحلال طیب مستبول فیما لا یتقربان ایداً کما ان طالیہما کذا کذا لانی طالیہما نجیث
 نجیث وطالیہما طیب طیب واللہ تعالیٰ ایدوق الطیب الی الطیب کما انہ یوق
 الطیب الی النجیث تفسیر روح البیان سورۃ صافات ۴۹ وہ مطہر ہے۔ اب نجیث شے کی حیرت
 کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع اہل علم سے ثابت ہو گئی۔ اور عقل و قیاس جمالی چلتا
 جس کے جوچ طیب ہو وہ حرام ہی ہونی چاہئے نہ کبر طری پس نتیجہ یہ نکلا کہ اگرچہ نجیث کو
 کثیر التعداد و کثرت دستیاب ہو سکے ہیں۔ مگر ان کو دیکھ کر کچھ نہ ہوا تو انہیں نہ مانا
 جا سکتا مگر یا وہ ہے کہ قرآن وحدیث واجماع و قیاس و دلائل لہا ہے کہ وہ نجیث
 کہ ہے حرام ہے۔ فانقلوا اللہ یا اولی اللباب لعلکم تفکحون پس یہ سیدہ رحمۃ اللہ علیہ

اور جس سے کہ اگر اس واسطے کہ قواست میں کہ انسان کچھ ان سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا ہر
 ان کے گوشت سے کیونکہ یہ سب حرام ہیں۔ نہ تو کسی اور وجہ سے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ اقوال مختلفہ جو معانی قواست میں بیان کی گئی ہیں۔ سب سے سب
 ان قوالوں کی حرمت پر بخیر و جود و دلالت کر رہے ہیں۔ بخیر کریں کیونکہ اولاً یہ سب
 جائز نہیں ہیں۔ اور خبیث ہے۔ وہ حرام ہے۔ کہ اگر تمنا یا ان کا قتل کر دینا بغیر ذبح
 کے تو یہ بھی نہ کہ لے حلال علی۔ اور جو اس طرح کہ مباح القتل ہے۔ وہ بھی حرام ہو گا ہے۔
 کہ سیاتی یا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقط قواست دیکھی۔ مرنے والا وہ قواست
 یعنی ان کی حرمت بیان کر کے لے انکو قواست قویا یا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دینا
 سے مراد ہے۔ اصل یہ کہ کلام خدا کا محاورہ بھی اس کا مورد ہے۔ دوسرے کہ باقی اقوال بھی اللہ
 عزوجل میں تعبیر ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ بن محمد بن ابی بکر بن الصديق احمد بن محمد
 بن عمر بن الخطاب ابو عمرو بن الزبير وغيرہ صحابہ کبار و تابعین بھی اسی لحاظ سے غراب
 قواست کی حرمت پر فتویٰ فرمایا ہے۔ کہ سیاتی۔ چوتھا یہ کہ یہ قتل بدل کیا گیا ہے۔ بغیر
 باقی اقوال کے فاقہم۔ یا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جانوروں کو بھی
 فرمایا۔ اور شرع کی جانب سے موزوں قرار دیا گیا ہے وہ حرام ہوتا ہے۔ کہ سیاتی ذکرہ غاص
 جو جانور خدیج میں اس سے کہ انسان کو کسی قسم کا کوئی نفع دیں۔ اور جس جانور سے انسان
 کوئی نفع حاصل کر سکے۔ وہ حرام ہوتا ہے کیونکہ جو جانور ماکول اللحم ہو۔ اس کی قواست نہیں ہے
 انسان نفع حاصل کر سکتا ہے۔ جو اسے وہ چیز کہ نفع ہے۔ پھر اسکو بتراف کیونکہ کہا جاسکتا ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غیر نفع ہونے کی وجہ سے انکو قواست فرمایا تو اسکا
 بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ جانور غیر ماکول اللحم ہیں۔ کیونکہ اگر اس سے حصول نفع کا امکان ہے تو
 قواست ان کے لیے بھی ہے۔ مفسرین نے ان کا حاکم من حیثہ شافعی و حنبلی و حنفی و مالکی
 میں اسی مضمون پر تحریر فرماتے ہیں۔ واما الحنفی فی وصف الدواب اللہ کو رتہ بالحق نہیں
 لہذا حیوان حکم غیر باہن المیوان فی تحریم قتلہ و قیل فی حل اللہ تعالیٰ او قتلہ ان فیہ نفع
 یہ قول قائل لا تھلک لہم لہذا کہ اسم اللہ علیہ السلام قیل لہ وجہا من حکم غیرہ بالایا امر الاف
 و عدم التفرع بہا و من ثم اختلف اهل الفتوی فی ان قال بالاول ان فی حل ما ہر قتلہ لہذا ان غیر
 وفي الثاني الحنفی لا یجوز کل لہ الا ان فی قتلہ و نہ فی مباح لہ اولیٰ من قتل

خروج و مباحہ و غیرہ باریع الکفار و غیرہ اسطبرحہ احدی و دہلوی ترجمہ لکھتا ہے کہ قتل کر کے
 ان پر خوراک کو خبیثا گوشت کھایا نہیں جاتا نہ شکار و حیوانات و وحشی سے چاہے کچھ نہ کچھ
 احسان کی مثل ذی قلب و بغیرہ پر نہ سے اس پر ہرگز سے مکرہ و جائزہ کر سکتی کیا ہو
 خروج حیوانات غیر انوکھ سے ہزار میں ان کے قتل کر سکتے ہیں۔ یہ تمام اس طرح کے قاتل
 ہیں۔ چنانچہ ہم شمار کر چکے ہیں۔ جو مباحہ و نہاد کے لیے مباحہ یعنی کھیتے ہیں۔ اس میں ان کے
 القواسم۔ اس کا نام سے بلا شرف و شہادت و غیرہ کہ صاحب مباحہ و یعنی ہلکے شہادت کے
 نزدیک پہنچی ناس حیوانات غیر انوکھ سے ہیں۔ یہ تمام اس طرح کے قاتل صاحب محدث
 و دہلوی حنفی مباحی کہتے ہیں۔ جہتہ اصلہ بالحق باب حیوانات غیر انوکھ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں
 و علی ایضاً فاسقاً ظالمہ و زنا و عیبتہ اللہ الی اللہ و غیرہ میں اللہ اسطبرحہ احدی و دہلوی ترجمہ لکھتا ہے کہ
 بالاندر میں کو مخصوص ہے السلام کے قطع فاسق سے نامزد فرمایا۔ پس ان میں حلال کھانا ان کا اور
 ایسا ہی روایات کے قیاس سے ثابت ہے کہ پانچ فاسق سب حرام ہیں۔ پس نتیجہ
 نکلا کہ یہ غریب البقیہ فاسق صلیح القتل و غیرہ لا کھیتے مباحہ و صلیح کھیتے فاسق و زنا
 والدہ ہوتی ہیں۔ جو ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی حلف و عہد باقی نہ رہے۔ اور اطمینان
 قلب پوری طرح حاصل ہو جائے۔ (۱) علامہ غفرہ قاضی ناگہی کہتے ہیں۔ و قالت عائشہ
 من یا کل الخراب و قد سماہ رسول اللہ علیہ السلام فاسقاً و زانیاً و فرمایا حضرت
 عائشہ نے کو کھانگیا سکتا ہے۔ کو کھانے کو نہ لکھا کہ ہم رکھا اسکا رسول اللہ نے فاسق اور حضرت
 جلال الدین اسدی نے شافعی گزشتہ قول لا حد فیما اوجی الی محمد الخ کی تفسیر میں بعد نقل
 احادیث و حرمت ذی قلب و غیرہ کی تردید میں۔ درہم و اخرج ابن ماجہ عن ابن عمر قال
 من یا کل الخراب و قد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقاً و زانیاً و ما ہوں من الطیبات
 تفسیر در المشور السیوطی اسطبرحہ احدی و دہلوی ترجمہ لکھتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ و ابن عمر
 و ابیہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا کہ کوئی کھانگیا سکتا ہے۔ کو کھانے کو نہ لکھا کہ ہم رکھا اسکا رسول اللہ نے فاسق اور حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق۔ چنانچہ خروجی کی قسم ہے۔ کہ میں وہ کھانگیا سکتا ہوں
 سے اور ابن ابی شریح میں حیوانات غیر انوکھ کے بیان میں غریب کا باب جدا ہے
 کہ ان میں سے ان کی ہیں۔ و ان میں ابی شریح میں حدیث اللہ لا ہر الیہ لایہ
 ان اللہ ان تہم لایہ ملک بن عروہ عن ابیہ عن ابن عمر قال من یا کل الخ

ثابت فرمایا ہے۔ اس وقت انشاء اللہ الہی فہم کو اسکی تحقیق خود معلوم ہو جائیگی۔ انسانی
 حیالت پرچہ مختلف تقریریں کردہ بالا وادارہ و نصوص کے بالکل خلاف اور سراسر مخالف
 ہے۔ فاعلموا ان علی الامام اعلیٰ اعلیٰ علیکم تو محض قاعدہ کلیہ اسرارہ غراب اللہ کو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں مباح النفس ٹھہرایا ہے کہ مفرغہ سرقہ و سرقہ
 اور جیوان شمش یعنی حید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے حق میں مباح النفس
 فرمایا تو وہ صاحب دلیل یہ کہ حکمہ قتل سے وہ سنے مراد ہے۔ جو سوا کے قتل کے ہے چنانچہ
 وہ قتل سیت و کیکوں نہ ہو۔ اس کو حق سبحانہ و تعالیٰ شائستہ اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ بِالْحَقِّ مَن مَّا مَلَكَ يَدَايَاكَ مِنَ الْبَشَرِ
 ترشک در حیدان وحشی کو بھالو کہ تم محرم ہو۔ اس جگہ بارہ تعالیٰ نے محرم کو حید کے قتل سے
 منع فرمایا۔ اور اسکی فعل کو خواہ قتل ہی ہو قتل سے منع فرمایا۔ تاکہ عام ہو ورنہ اسکی
 حید کی قتل کو بھی شامل ہو حضرت امام ابوہاشم انسی میں اس بحث کے متعلق کہتے ہیں۔
 فی الزائد ہی و انما ذکر القتل دون الذبح و الزکاة لیسیم لکمرستہ و اختلاف فی ہذا فی تفصیل الحق منع
 المحرم بالکیت و مذبح الوحشی و ذبح کاشاة اللہ سے اذاکہ بالخاص کہ اذاکہ فی البیضاء
 نقیبہ احمدی و مذبح لا ہو ص ۱۹۷ حوالہ توحید اللہ علیہ السلام لفظ ذبح اور ذکاة کے بیان
 لفظ قتل کا اس غرض اور فائدہ سے کہ لفظ فرمایا ہے کہ وہ عام طور پر جڑ سے کو شامل ہو اور لفظ
 ذبح نے لفظ قتل سے حرمت کے بارہ میں استناد کیا ہے۔ بعض نے کہا قیبح محرم کا مراد ذبح
 پرستہ کھچ کر حرام ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس قریبی ہوتی ہوئی کی وجہ سے۔ جسکو خاصیت
 شرح کیا ہو۔ البیاضی نقیبہ حیداری میں بھی مذکور ہے۔ اور شرح اسمعیل حقی انہی نقیبہ میں تحریر
 فرماتے ہیں و انما ذکر القتل دون الذبح لان الذبح یکرہ فی حکم البیتہ فکل بالقتل المحرم من الصيد
 لا یکرہ من ذبح الوحشی و ذبح الوحشی لا یکرہ و الذبح لا یکرہ من ذبح الوحشی لا یکرہ من ذبح الوحشی لا یکرہ
 صلیہ ص ۱۹۷ ص ۱۹۷ حوالہ توحید اللہ علیہ السلام لفظ قتل کو بجز ذبح ذبح کے بیان
 فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جس سید کو محرم قتل کرے خواہ ذبح قتل ہی کیوں نہ ہو
 اور مراد کی طرح حرام ہو جائے۔ بارہ فرقہ اور نوچہ نہیں ہوتا۔ اور چنانچہ کہ وہ ہر حال
 میں ہے۔ آیت کے میں کہ تم بھالو احکام حید جیسے شکار کو قتل نہ کرو۔ اور شکار
 نہ کی علی العدم یہ ہی ماحصل ہو سکتی ہے۔ جب لفظ قتل سے قتل نہیں قتل کہہ دیا ہو

کیونکہ اس وقت محرم فوج للصيد کی اہلیت اور صید فوج للمحرم کی محلیت سے
 خارج ہو جائیگا۔ اور منہی عنہ میں فوج لذاتہ ہوگا۔ یا یہ بلحق بقیع لعینہ ہوگا۔ پس محرم
 کا صید کو قتل کرنا علی صورت الذبح بھی غیر مشروع بالاصلاح ہوگا اور اسکی فوج للصيد
 نہ ہوگی۔ لازماً فعل حرام فلا یقوم مقام المیزین الدم والجمیس ذبیحہ حرمیت اور ذبیحہ
 نجوسی اور بیت پرست کے ساتھ ملینا لینے حرام ہوگا۔ مفسرین کی کلام سے یہی ثابت
 ہوتا ہے۔ اور یہی ترمذی امام ابو حنیفہ اور مالکے صاحبین اور امام مالک و یوسف رضی اللہ عنہم کا
 ہے اور امام شافعی ایک روایت میں تو انہی سے موافق ہیں۔ اور دوسری روایت میں مخالف
 ہے اس روایت میں بھی محرم قتل کے حق میں صید نہیں کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ کہنا صحیح
 بالاعتقاد اور اگر قتل سے ذبیحہ اور نہ کوہ لراولی جاوے۔ تو پھر لا محالہ لا اعتقاد للصيد یعنی نہ لکھنا
 الصيد الذبح نہ لکھنا صید ہوگا۔ تو اس وقت انہی از قبیل افعال مشروعہ ہوگی۔ نہ از قسم افعال سبہ
 اور چونکہ یہی منہی عنہ کا حسن یا شرعاً مستصحب ہونا منہی عنہ شرطیات میں سے ہے۔ اور اس صورت
 میں انہی فعل شرعی سے ہوگی۔ اس لئے وہ منہی عنہ (فوج ذکوف) بالاصلاح مشروع نظر میں نہ
 رہی۔ صاحب لازم آئی۔ جو صاحب شیعہ سے محال ہے۔ اس وقت بالضرورت محرم کی فوج و قتل
 نہ کوہ ہوگی۔ اور محرم صید کے حق میں اہل فوج ہوگا۔ اور صید بھی محرم کی فوج کا عمل۔ تو قتل نہیں
 اس صورت میں چاہئے کہ حرام نہ ہو بلکہ حلال طیب ہو۔ اگرچہ اس پر جواز لازم ہو۔ اس حکم میں
 غیر خلاف قرآن و سنت و اجماع الہی ہے اور اگرچہ حاصل نہ ہوگا۔ مستند جلال الدین نے لکھا
 الخواری بعد نقل دلیل شافعی کے شیخ مدامین کہتے ہیں۔ و جہتانی ذلک قولہ تعالیٰ ولا تقتلو
 الصيد و اثم حرم سماہ قتلہ تعزیراً لان ہذا الفعل غیر موجب للعقاب کما فی خروج الہدایہ علیہ و علیہ السلام
 جہاں صحت ائمہ اور محرم کے ذبیحہ کو روا کرنا سا حکم ٹھیک نہیں ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا
 قول ہے۔ ولا تقتلوا الصيد و اثم حرم۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل کا نام قتل لکھا
 ہے۔ پس چنان لیا کہ محرم کو یہ فعل حلت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور وہی مقام
 معلوم پر مبنی شرح اکثر میں کہتے ہیں۔ و ان اللہ تعالیٰ لا یستأثر فی قتلہ لیس نہ کوہ ترجمہ
 اور ہاں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل لینے ذبح صید کو قتل کے لفظ سے نہ فرمایا
 پس اطلاق اس بات کی دلیل ہے کہ محرم کی فوج للصيد نہ کوہ نہیں۔ اور کہنے والے قاری میں محرم سے
 نہ کوہ ذبح المحرم صید آخر محرم اور اس کے حاشیہ یہ لکھا ہے۔ ای افادہ جہاں المحرم صید

محرم کی فوج للصيد کی اہلیت اور صید فوج للمحرم کی محلیت سے خارج ہو جائیگا۔ اور منہی عنہ میں فوج لذاتہ ہوگا۔ یا یہ بلحق بقیع لعینہ ہوگا۔ پس محرم کا صید کو قتل کرنا علی صورت الذبح بھی غیر مشروع بالاصلاح ہوگا اور اسکی فوج للصيد نہ ہوگی۔ لازماً فعل حرام فلا یقوم مقام المیزین الدم والجمیس ذبیحہ حرمیت اور ذبیحہ نجوسی اور بیت پرست کے ساتھ ملینا لینے حرام ہوگا۔ مفسرین کی کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی ترمذی امام ابو حنیفہ اور مالکے صاحبین اور امام مالک و یوسف رضی اللہ عنہم کا ہے اور امام شافعی ایک روایت میں تو انہی سے موافق ہیں۔ اور دوسری روایت میں مخالف ہے اس روایت میں بھی محرم قتل کے حق میں صید نہیں کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ کہنا صحیح بالاعتقاد اور اگر قتل سے ذبیحہ اور نہ کوہ لراولی جاوے۔ تو پھر لا محالہ لا اعتقاد للصيد یعنی نہ لکھنا الصيد الذبح نہ لکھنا صید ہوگا۔ تو اس وقت انہی از قبیل افعال مشروعہ ہوگی۔ نہ از قسم افعال سبہ اور چونکہ یہی منہی عنہ کا حسن یا شرعاً مستصحب ہونا منہی عنہ شرطیات میں سے ہے۔ اور اس صورت میں انہی فعل شرعی سے ہوگی۔ اس لئے وہ منہی عنہ (فوج ذکوف) بالاصلاح مشروع نظر میں نہ رہی۔ صاحب لازم آئی۔ جو صاحب شیعہ سے محال ہے۔ اس وقت بالضرورت محرم کی فوج و قتل نہ کوہ ہوگی۔ اور محرم صید کے حق میں اہل فوج ہوگا۔ اور صید بھی محرم کی فوج کا عمل۔ تو قتل نہیں اس صورت میں چاہئے کہ حرام نہ ہو بلکہ حلال طیب ہو۔ اگرچہ اس پر جواز لازم ہو۔ اس حکم میں غیر خلاف قرآن و سنت و اجماع الہی ہے اور اگرچہ حاصل نہ ہوگا۔ مستند جلال الدین نے لکھا الخواری بعد نقل دلیل شافعی کے شیخ مدامین کہتے ہیں۔ و جہتانی ذلک قولہ تعالیٰ ولا تقتلو الصيد و اثم حرم سماہ قتلہ تعزیراً لان ہذا الفعل غیر موجب للعقاب کما فی خروج الہدایہ علیہ و علیہ السلام جہاں صحت ائمہ اور محرم کے ذبیحہ کو روا کرنا سا حکم ٹھیک نہیں ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ولا تقتلوا الصيد و اثم حرم۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل کا نام قتل لکھا ہے۔ پس چنان لیا کہ محرم کو یہ فعل حلت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور وہی مقام معلوم پر مبنی شرح اکثر میں کہتے ہیں۔ و ان اللہ تعالیٰ لا یستأثر فی قتلہ لیس نہ کوہ ترجمہ اور ہاں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل لینے ذبح صید کو قتل کے لفظ سے نہ فرمایا پس اطلاق اس بات کی دلیل ہے کہ محرم کی فوج للصيد نہ کوہ نہیں۔ اور کہنے والے قاری میں محرم سے نہ کوہ ذبح المحرم صید آخر محرم اور اس کے حاشیہ یہ لکھا ہے۔ ای افادہ جہاں المحرم صید

فاذی یستتبه و ان یسجد او یخیر علی بوجہ حرام علی القاتل المحرم و غیره و قال الشافعی لا یکل ما یخرج
 الحرم له و فی حدیث غیره عنہ و یستأن و کذا قولہ علیہ السلام فی حدیث ابی قتادہ بنی یمن انہ یمنع من غیره
 لا یقتل علیہ السلام و ان یقتلوا فاذ ذلک انت الاعاشہ و الا شامہ و وجبت ان فی حدیثه الاکل قد یجوز و فی
 مستوفی علی اکثر حدیث ابی اسبغ عبادت میں اپنے دعوے کے ثبوت پر حدیث شریف
 میں یہ تاخرین کی گئی۔ اور صحیح مسلم میں بھی حدیث ذیل مرقوم ہے۔ و حدیثی القسم بن زکریا
 حدیث عبد اللہ عن شعبان بن جبر عن عثمان بن عبد اللہ بن سوہب بنہ الاسناد فی حدیث
 شعبان بن قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم احرام و یکل علیہا و اشد ایسا
 و فی حدیث شعبان بن قتال انکم احرام و اشد ایسا و اشد ایسا و اشد ایسا
 و فی حدیث شریف میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن جابر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال کم الصيد لکم فی الاحرام حلال ما لم تعیدوہ و ایضا و کم رواہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی
 و شرح معانی ما لکم من صید سے سب سے مالک عن النیل یفطر فی کل المیتہ و ہرم
 الصيد العید فی کل المیتہ فقال بن یاکل المیتہ و لیس (ذالک ان اللہ تبارک لم یخص الحرم
 فی کل الصيد و لانی اللہ علی حال من الاحرام بن اطلق النحر فقال لا یقتلوا الصيد و انکم
 حریم قال و حریم علیکم عید البریاد و تم حراماً و قد خص فی المیتہ علی حال الضوئہ بنحو قولہ انکم
 خصن اضطر فیہ یخرج و لا فاد ذلک انکم علیہ (قال مالک و اما ما قتل المحرم لنفسہ او لغيرہ من
 الصيد فما یکل لکل لعل لا یحرم لانه یس فیہ کی داسے نہ کی بل میتہ سورہ ارکان خطہ و حدیث
 ما کلا لا یکل لحدود حدیث ذالک من واحد نہ رہا فی محمد عبد الباقی ج ۲ مطبوعہ مصر ص ۱۹۸
 باب ما یکل الحرم من الصيد اور صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں۔ و اذا خرج المحرم صیداً
 فاصید ما یکل لکل و قال الشافعی ما یذبحہ الحرم غیرہ و لا یکل لہ فاقول فی حدیثہ و لانا
 من الزکاة فضل مشروع و ہذا فعل حرام فاکتفوا زکواتہ کما یجوزہ المجوسی و ہذا لان المشروع ہو
 الذی قام مقام المیتہ من الحرم و انکم یسیراً فینعدم بانعدامہ ہایہ مضبوطہ احمدی و ابی
 محمد ابی اسبغ عبادت سے صاف معلوم ہوا کہ زکواتیہ کہ زکویک الحرم کا فسخ کیا ہو
 ہوا و نہ زکویہ و نہ زکویہ کی طرف حرام ہے۔ اور صاحب کنز لکھتے ہیں۔ قوله و لانا
 الذی قام مقام المیتہ من الحرم لیس لہ زکواتیہ المسلم الکمال و تخرج من الذبوح و ہذا
 یکل لکل ان فی الحرم لا یکل لکل و ان حرام منہ لہم فاعلم ان المیتہ ہوا فعل

المشروع القائم مقام الميرة فينبذهم بانفسهم فان قيل كل شيء على ما افوضت شأته الغير
 اذله فاما حرام محض حتى انه لو اضطر المسلم من اكل الميتة واكل مال الغير كان عليه
 ان ياكل الميتة لا مال الغير كما في المحیطة التي من التمر اذا كان المعنى في الذابح او المذبح
 لان ذلك ذبيحة في عين الفعل فكان النافس ان يكون المعنى منه مشروعا واذا كان البيع
 بالمعنى المعنى في الفاش وهو المالك كان المعنى في بيعة فلم يصير عين البيع حراما بل الحرام
 هناك احبات حق المالك حتى زالت تلك الحرام باذنه فكان مشروعا في نفسه۔
 كقوله شيخنا في مطبوعه دبی مطبوعه اس عبارت سے بھی بدیدہ ثابت ہے ظاہر ہو اگر کوئی
 یہ فعل مشروع کا ہونا مقبر ہے۔ جو قائم ہو مقام خارج ہو جائے دوم سفوح کے
 پس حرم کی دفع میں چونکہ المعنی فی عين الفعل نہیں وارد ہوئی ہے۔ اور وہ فعل مجزی
 کی دفع کی طرح بالامال غیر مشروع ہوا۔ تو اس کے نتیجہ سے دوم سفوح جو محض ہے اگر
 قاضی ہی ہو گیا تب بھی حرام ہی رہیگا۔ اور مسلم غیر حرم کے نتیجہ سے دوم سفوح نہ بھی
 ملے تب بھی حلال ہے۔ چنانچہ اسی طرح حلال ہے وہ کوئی شخص ملکہ غیر کو بیعہ ازان
 مالک کے دفع کر دے۔ چاہے یہ فعل حرام ہی ہو کیونکہ یہاں بھی المعنی فی بیعہ ہے۔
 لا المعنی فی ثبوت فائدہ اس سے یہ ہے۔ کہ اگر مالک شے سے اذن دیدیا تو وہ حرام
 رہا۔ چنانچہ یہی کیونکہ یہ فعل اصل میں مشروع تھا۔ ان سب روایات کا حاصل یہ
 کہ حیدر اکمل الحکم ہے چنانچہ یا فاختہ یا سرن یا کو۔ خریدار ہو گیا وغیرہ جو قطعی حلال ہیں
 اگر حرم نہ ہو تو ان کو ان کیا۔ تو وہ سب مردار کی طرح حرام قطعی ہو جائینگے۔ بلکہ حرم کی اعادی
 یا التامات وولات سے بھی وہ سب غیر ماکول اور حرام ہو جائینگے۔ جب یہ ثابت
 ہوا کہ حرم ہاؤ بیعہ حیدر۔ مردار کی طرح حرام ہو جائے تو نہایت عجیب ہے جس شخص
 کے قول سے جو کہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کے حق میں جو غریبیت
 کو سب از قتل فرمایا۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ حرم اسکو دفع کر کے کھائے۔ وہ صاحب بدیو
 نہیں کہوئے۔ کہ کہتے اور اس کے ساتھیوں نے چیل۔ بچھو۔ چھوہا۔ یا صلی
 اللہ علیہ وسلم کو حرم کی کھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اول ہی
 کوئے کے معنی بالضم اور محرم لائل بیان سے لکھنا ہے۔ اسکو فاسق فرمایا۔ پھر
 اس کے دفع کرنے کے لئے اس کے قتل کا امر فرمایا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

جان سے اس کے ساتھ آخر تک رہا۔ وہ غریب الفروع اور فقہی جو حلال اور حرام کو ان کے
 قتل کے حکم سے کہیں خارج کئے جاتے۔ اور ان کے قتل سے محرم پر جزا کیوں لازم ہوگی؟
 صاف ظاہر ہے کہ غریب الفروع کے ضائع کر دینے اور اس سووی کی بیخ کنی کئے لئے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کر دینے کا ارشاد فرمایا۔ فافهم، اور جس حد کو حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے محرم سے قتل کروا کر ضائع کر دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وہ حلال نہیں۔
 بلکہ سووی اور حرام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جائز طلالہ حرام
 غیر سووی کے قتل کر دینے کا ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ وعن عبد
 بن عمر بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل غنصاً
 فمات فی قبۃ ابی حنفہ اسلمہ اللہ تعالیٰ عن قتلی یا رسول اللہ وما حقما قتل ان
 یتذکرا فی کلمہ ولا یقطع راسہما فیہ فی ہما۔ اہل احمد والشافعی والحدادی اور روایت
 ہے۔ عبد اللہ ابن عمر بن العاص سے یہ کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص قتل کرے جس کا کوئیں اس کو جزا دہ ہو چکے ہوئے میں یا چھوٹے ہوئے
 میں بغیر حق اس کے کہ وہ متفق ہوتا ہے۔ ساتھ کھائے اس کے کے سوال کر لیا گیا
 اللہ جل شانہ قتل اس کے سے یعنی عتاب و عذاب کر لیا۔ اس پر دان قیامت کے
 کہا گیا۔ یا رسول اللہ اور کیا ہے حق اس کا فرمایا فرج کرے اس کو یعنی نہ مارے اس کو۔
 اور طرح اور کھا دے اس کو اور نہ کھائے اس کا اور چھیک دے اس کو۔ قتل کی یا اعلان
 نہائی اور لاہجی نہ لے کھا دے۔ چنی متفق ہو۔ ساتھ اس کے اور نہ چھیک دے
 اس کے پس ضائع کرے اس کو اور ابن کلب نے اس سے معلوم ہوا کہ ہے۔ کہ گروہ ہے
 فرج کرنا جو ان کا واسطہ فرج کھائے کے اتنی اور شبہ یہ ہے کہ اگر اس پر سختی ہے۔
 اس لئے کہ ضائع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دینے کے سے جو نہیں کھائے جاتے
 جیسے بگے آگے۔ کہ چلی ہی ہے کہ حق اس کا عبادت ہے۔ متفق ہونے سے ساتھ
 جیسے لکھتا اس کا اور چھیک دینا اس کا عبادت سے ضائع کر کے حق اس کے سے پس ہوگا
 قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع راسہما فیہ فی ہما تاکید کی اس کے ساتھ باقی کے ملاحظہ
 فرمائیے ۱۲ اور اسی کتاب میں دوسری جگہ مذکور ہے۔ اور جائز ہے قتل نہیں
 سووی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے کہ ضائع فرمایا قتل ہر جائز

مگر یہ کہانہ وہی۔ کذا علی۔ مٹا ہر حرج ۳۴ ص ۱۴۸ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تقتلوا
 النفس التي حرم اللہ بالحق اور قاضی ثناء اللہ صاحب مصنف تفسیر مظہری اپنی کتاب مالا بد نہ
 میں تحریر فرماتے ہیں مسئلہ قتل کروں جاوے یا کول النعم نہ برائے خوردن حرام است و قتل
 کروں جاوے یا کول النعم نہ برائے خوردن حرام است۔ مالا بد نہ کتاب النعم نہ ص ۱۴۸ اب اس حدیث اور
 انہر من حیاس اور مالا بد نہ کے مسئلہ مذکور سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حلال اکل
 کو بغیر ذبح کے قتل کرنا یقیناً حرام ہے۔ اور ایسا ہی حرام جاوے یا کول النعم نہ برائے خوردن حرام است و قتل
 شیعہ فرمایا ہے۔ اور گوشت کو جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام سے ذبح کے بغیر قتل کر کے
 حلال کر دیا ہے اس سے ماون ثابت ہو گیا ہے۔ کہ کواکاسق مؤذی غیر ماکول النعم نہ
 قطعاً ہے۔ اب فعال المظاہر میں جن صاحبان نے یہ خیر غیر عبارت ذیل تحریر کی ہے۔ وہ بالکل غلط
 اور خلاف واقع ہے۔ یہ کہ دو مسئلہ لفظ یقتلن فی الخمر الحرام یا جو اس سے لفظ ماکول ہو
 نہیں سکتا جو حیثیت نام تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ لفظ قتل کا حکم حل اور حرام میں آیا
 اور غیر موجب اجتناب و یا مستحبی حرام میں بھی تو یہ کہ حلال ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ حلال ہوتے تو
 شایع ان کے قتل کے حکم کیوں فرماتا۔ اور کون قتل کر کے کیوں شایع کرتا جب اب اس مغلطہ کا یہ حکم کیا
 غلطی اس وجہ سے پیش آئی کہ قتل کے معنی تو عام میں ذبح کو بھی شامل ہیں جسکے یہ سننے ہونے
 کہ قتل سباع جہانہ کر لے تو قتل کھانے کے لئے بھی مباح ہے۔ اور اگر غیر ماکول ہے تو قتل
 بدوں حلت اکل مباح ہے اور لفظ یقتلن کے معنی یہ اختیار کئے ہیں۔ کہ صنف خانیہ کرنے کے
 لئے قتل کے جاوے نہ کھانے کیلئے گویا قتل کو ایک اسکی خود ماکول نہ مکر لیا ہے جسکی وجہ یہ
 غلطی واقع ہو گئی اور قتل کا اطلاق کھانے کے لئے ذبح کرنے پر قرآن پاک میں موجود ہے ولا تقتلوا
 العیون حرام النعم اس جگہ قتل عام ہے۔ ذبح کو بھی شامل ہے۔ جو کھانے کے لئے
 ہے یہ سب یہ ہوا تو حرمۃ اکل کسی طرح نہ ہوئی۔ ہم کلام میں عینہ ناظرین ہائے
 خلاف فرج ایک عالم کے شان کو مرکز نمایاں نہیں۔ ہم تم شکار کو کھانے کے واسطے کس طرح
 ذبح کر سکتے ہیں حالانکہ باجماع ائمہ ثابت ہے کہ محمد کا ذبح کیا نہ شکار مردار کی طرح حرام
 اور انہوں نے کتا شیت سے استدلال کیا ہے اب اگر عام جو حیثیت کا یہ مذہب دکھادیں کہ کھانا
 مباح ہے تو انہوں نے کھانے کے واسطے شکار جائز اور حلال ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے ورنہ آپ نے
 جو اس کو ثابت نہ ہو سکتا۔ جو ع کریں اور عکاب فاسق کو حرام بھی یقتلن کریں۔ پس تمیز

کہ غراب البقع فاسق حرام ہے۔ من برداشتہ فی الفقہ فی الدین قاعدہ چھارم غراب البقع کو
شمارع علیہ الضحوة و السلام کے بموجبی بالطبع قرار دیا ہے۔ لکھا تھا۔ اور جس جانور کو بغیر خفاصلات
میں مسلمہ سو فی بالطبع اور مجمل علی لایزال قرار دیا ہے۔ وہ حرام ہے۔ اسلئے کہ ایذا علت منورہ فی
الحرم ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ باب اللایزال خمس من المیوان میں
بطریق قاعدہ بیان فرماتے ہیں۔ درمنہا المیوانات المبیوتہ علی لایزال الناس و انہی منتکات منہم منہا
الغرض اللغزۃ علیہم قبل الہام الشیاطین فی ذلک کا غراب والی بات والی غرض والی غرض
و نحو ذلک حجۃ اللہ صاحب دہلوی علیہ السلام مسطورہ اور بعض نہیں کہ وہ بالقرین جو اس میں
لکھے ہیں کہ لوگوں کو ایذا دینے والے اشیاء میں کہل میں ملے۔ جو ان پر ہمارے کرنا کہہ رہے ہیں
کو غرضت جانیں۔ بلکہ اس میں بالذکر کہ الہام اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
بکبر۔ اور امتد اللہ کی ہر چیز وغیرہ صاحب دہلوی نے لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور ایذا
میں سے اپنے ہر چیز کو نہ دینا ہے۔ اور نہ وہ منکات منہم میں سے ہیں کی حرمت کی علت
عوض ایذا ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ذلک مذکور کے بغیر بھی موجب حرمت کا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ غراب
ذی کلب بھی ہے۔ قدر برتیر حدیث شریف گذشتہ میں قتل مصنوناً فرافوقہا النجور لیس عباس
میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جاندار علی اللہ حرام غیر موسوی کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے
اور ایسی ہی بالابہ میں صغیرہ پر لکھا ہے۔ یہ مسئلہ قتل کر دان جانور کو الی العم نہ ہر اسے خود دان حرمت
وقل من جانور موسی جائز دست پس نبات ہوا کو جانور کو شائد علیہ السلام موسوی فرمایا ہے۔ وہ حرام ہے
قبیلہ کر حبشہ علی اللہ علیہ السلام غراب البقع کو سبب اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
انحصار یعنی ہر ایک کو جانور میں لکھا ہے کہ اس میں بکتر نہ لکھا تھا و اگر کو باجوہ تحت حفاظت کے بھی ہو
کہ کھیت ویران کو تہی ہیں اور ایذا کی صورت مذکور میں غراب کئی درجہ بڑا کر میں ہا ہا لکھا ہے۔ وہ میں حضور
علیہ السلام تھا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کہ جس شخص کی کھیتی سے چر نہیں نہ وغیرہ کہیں تو یہ مالک لغت کا حدود
ہوتا ہے۔ کہا ہوا موسیٰ فی کتب الصحاح نو فرمایا ہے کہ یہاں البیوتہ من اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
کی طرف کا نعل کوون چر نہیں سے صادر ہوتا ہے۔ اس سے کہہ سکتے ہیں کہ موسوی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
کی سے اللہ موسیٰ قتل چر نہیں سے صادر ہوتا ہے۔ اس سے کہہ سکتے ہیں کہ موسوی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
کہ یہی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اس نوع میں حرام ہے۔ اور بالبیان اس سے کسی طرح نہیں
خارج ہو سکتا۔ لہذا غراب کا فعل مذکور بالفقہ و مستمر من اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

پس حضور علیہ السلام نے دفع اللہ عنہا غراب فاسق کلبان القتل فرمایا۔ اور خریر کہو اس جہ سے
 کہ وہ عدل میں اور انسان اس کے گوشت کے کھانے سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے بعد
 قتل کرنا حرم کیلئے اور قتل حرم با جائز فرمایا پس نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ غراب نجس حرام ہے۔ لہذا غراب پر حکم
 غراب القتل کرنا حرام ہے۔ اس لئے اس کا گوشت نہایت درجہ کا نجسیت اور بدبودار ہو سکتا ہے۔
 اور جو جانور اس طرح کا متین اللحم ہونے حرام ہوتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں ومنہا حیوانات
 متعین بالنیاسات والنجیفة ومخاربتا وثناء لہا حتی امتلئت ابدانہا بانسان حتی تجتہ اللہ البیان
 باب الحيوانات التي لا تؤكل حلالاً ثم حرمہ اور بعض حیوانات غیر مذکور ہیں کہ وہ جانور میں مردار اور نجس
 کے حصے لگا کر کھانے سے منع فرماتے ہیں یہاں تک کہ جو جانور میں بڑے سم کے پھر فرماتے ہیں
 کیر و یا کل الجوف والنجاست وكل يستحب العوب لقول تعالى ويحرم عليكم الخبائث حجة عبد السلام
 باب الاضغاط ۳ اور حرام ہے وہ جانور جو مردار و نجاست کھاتا ہے۔ اور وہ جانور کہ نجس جانین
 اس کو اہل عرب کھاتے تھا اس کے فرطے کیلئے کہ حرام کرنا ہے۔ ان پر غیث چیز و کچا اور عبد الوہاب
 شعریٰ میزان الکبیر میں لکھتے ہیں کہ جو جانور مردار خور ہیں۔ جیسے نسر۔ تم غراب البع اسو
 و غیرہ نام مالک کے یہ سب اللہ کے نزدیک حرام ہیں۔ نتیجہ یہ کہ غراب القتل فاسق حرام ہے۔
 قاعدہ ششم۔ غراب القتل و نجس ہے۔ بعض متحرک و محروک و کوکبی و انسانی و غریب ہو یا نہ ہو
 ہر اس جانور کو علی اللہ عندہ دینی معنی و دنیوی تمام اس سے نجس ہو گیا ہے کہ کسی نے اس پر حرکت کو
 کسی شے کے بغیر نہیں دیا کر ہو میں اور اجاتا تھا اور اس کے دو غلب ہو چکی ہوں وقت پر حرام ہے کہ غیر
 بھی شاید دیکھو میں۔ لہذا یہ کہ زینت الکفشیہ لغویہ نہ یہ تمام شے انسان اس الخفا غونا و لغویہ اسلام
 و غیرہ شایع الامام حضرت حافظ بدر الدین البیہقی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح حجتا میں اس کا تحریر فرماتے ہیں
 قلت لا حاصل ما دل ان التخصیص علی الاشياء المذكورة بالعدد من ان يكون مثلاً والظاهر ان التخصیص
 فی التکرار لا یترک لانه ذکر الحداة والظاہر بما من وادی غلب من الطیر و غیرہ فایقین بما سائر ذوات الطیر
 من الطیر ان صفوا لیا ذی ولکنا من والعقاب ونحوہ۔ و قد قال الفاری فی سطر ۱۳ میں کہتا ہے ان
 کہ نام الحی و حی کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ منشیائے مذکورہ پر حد کیا ہے تو اس بات
 کا منافی ہے کہ مثال لفظ سالک لے اور بابت قتل و مردار و غیرہ۔ ان کا جو کچھ ہے
 کیا تو نہیں دیکھا کہ لے لکنا حضرت علی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ جو کچھ ہے
 وہاں جبکہ ہر مرد و عورت سے ہیں۔ اور میں کیا ان دو لفظوں کے ساتھ لکے باقی

وہاں لکھا ہے

بزرگ سے چنانچہ لڑکر بازہ بھری عقاب ابدہ نامہ ایک المود شد کہ ہمارے چینی نے جیل وغیرہ کی مانند
 کوہے ناسق کا کہ غلبہ ہونا بلا شک و شبہ ثابت کر دیا ہے۔ اب اس امر کے منکر وں کو
 بزرگ تسلیم کر دیتے ہیں۔ ان بلا دلیل غلبہ کا کوئی علاج نہیں اور عیسائی شیخ بدایہ میں بھی تحریر فرماتے ہیں
 دوسری غلبہ میں اللہ الصقر والبنی والشیخین والشمس والغراب بالواقع وہاں سو دقتیں بتایا علی البیان
 کتاب تفسیر میں علامہ صاحب جہاد نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور علامہ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔
 اور تاج الدین شمس دہلوی کے حوالہ میں لکھتے ہیں۔ وہ علامہ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 اقبال ابن عربی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 متعدد رو میں سیاح الشیر فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 مالک ابن نوکل نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 کہتے ہیں کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 کا لیبزی والحق فلان غلط ہے۔ اب سیاح الشیر فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ سیاح الشیر فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 دوقول کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 کہ قال الحدیث الذہبی۔ کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 بالتحقیق فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 بعض کوہ بلقظ ناسق سے فرمایا ہے۔ پس ابن روایات سے ثابت ہوا کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 ثابت ہو گیا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 اسی پر ائمہ فقہاء و محدثین کا اجماع و اتفاق ہے۔ اب اہل ایمان کو طاعت و مجال نہیں۔ کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 فراموش ہونے سے انکار کریں۔ پس اندوہ سے یقین ثابت ہوا کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 ایمان سے لیسہ کا ہے۔ اس عاجز کی منت کی قدر دانی فرما کر دعاے خیر و استغاثہ
 یہ کہ یہاں وہ شاہ اور صاحب شمس قرآن گفت تطلب رتبۃ الاشراف و تعلیۃ الاحیاء الانصاف
 مشایخ ہو کہ یہ جو فرقہ دوسرے جو غراب الشیر کی حرمت میں بیان کرتے ہیں۔ صرف اسی
 حرمت کو تسلیم کرتے ہیں۔ انہیں بلکہ فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی
 ان کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی نے فرمایا ہے کہ وہ کوہ اربعہ میں ہے۔ اور تاج الدین شمس دہلوی

